تعمیرِ حیات

لکھنؤ

پندرہ روزہ

مجلس صحافت و نشریات دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد نمبر ۲۳ | ۱۰ رمئی ۱۹۸۶ء مطابق یکم رمضان ۱۴۰۶ھ | شمارہ نمبر ۱۳

اداریہ

شمس الحق ندوی

ہماری طاقت کا اصل سرچشمہ

ملّتِ اسلامیہ۔ خصوصًا ملت اسلامیہ ہندیہ اس وقت جن نازک حالات سے گذر رہی ہے وہ ملّت کے ہر اس فرد پر جو ذرا بھی غور و فکر اور حالات کا جائزہ لینے کی صلاحیت رکھتا ہے، ظاہر و عیاں ہے، بقول ایک مردِ جہاں دیدہ، ایسا وقت اور ایسی نازک گھڑی جس میں ملت موت وحیات کی کشمکش سے دوچار ہو صدیوں میں آیا کرتی ہے۔ آج کی صورت حال کچھ ایسی ہی ہے۔ اس وقت خطرات کے بادل منڈلا رہے ہیں۔ دین و ملت کے اس تناور درخت کو جو پوری انسانی برادری کو اپنے سائے میں لے سکتا ہے۔ اکھاڑ پھینکنے کے لئے دنیا کی تمام باطل طاقتیں متحد ہوگئی ہیں۔ گو عنوان بدلے ہوئے ہیں، خصوصًا ہمارے اس ملک میں اسلام و مسلمانوں کے خلاف جو زہر افشانی کی جارہی ہے اور مسلمانوں کو ایک قومی دھارے میں ضم کرنے کی جو تحریکیں چل رہی ہیں منصوبے بنائے جارہے ہیں وہ ملت کے دردمند و فکرمند حضرات کی نیند اڑانے کے لئے کافی ہیں۔

ان غیر معمولی حالات و خطرات کا تقاضہ ہے کہ ہم اشخاص و جماعتوں کے جزوی اختلافات کو فراموش کرکے ملّت کی خاطر اپنی انا کو مٹا کر کاندھے سے کاندھا ملا کر کام کریں، یہ طے کرلیں کہ ملت کے مفاد کو بہرحال مقدم رکھنا ہے، بڑے دکھ کے ساتھ یہ بات لکھنی پڑتی ہے کہ بسا اوقات ہم محض اس لئے مخالفت کرنے لگتے ہیں یا عملی طور پر عدم تعاون کرنے لگتے ہیں کہ ہماری بات کیوں نہیں مان لی گئی، ہم کو آگے کیوں نہیں رکھا گیا ہے، سچی بات یہ ہے کہ صحیح تربیت نہ ہونے کی وجہ سے ایثار، رواداری، صبر و تحمل کی صفات سے ہم عاری ہیں، ذکر و تلاوت کثرت نوافل و شب خیزی کی پابندی تو ہم کرلیتے ہیں لیکن نفسانیت کو دبانا ہو، خلاف طبیعت کوئی بات سننی ہو تو ہماری قوت برداشت بالکل جواب دے جاتی ہے اور سو فیصد مخالفت پر اتر آتے ہیں۔ تربیت کی ہماری اس کمزوری نے ہم کو بڑا نقصان پہنچایا ہے۔ اس وقت جو حالات پیدا ہو گئے ہیں اگر ہم نے ان کی خطرناکی کو نہ سمجھا اور اپنی پرانی روش پر قائم رہے تو قوم و ملت کو وہ نقصان پہنچے گا جس کی تلافی ناممکن ہوگی۔ اور آنے والی نسل ہم کو معاف نہ کرے گی۔

ہماری ایک اور بڑی کمزوری یہ ہے کہ اگر کسی نے ننانوے ۹۹ فیصد صحیح کام کیا ذمہ داری کا ثبوت دیا اور اپنے ادارہ، جماعت یا تحریک کو اپنی کاوش و جگر سوزی سے فائدہ پہنچایا اور ایک فیصد اس سے غلطی ہوگئی تو ننانوے ۹۹ پر پانی پھیر کر بس اس ایک بات کی وجہ سے سو فیصد اس کے مخالف ہو جاتے ہیں اور تنقید و تبصرہ کا ایک بھونچال آجاتا ہے۔ پھر ہر مجلس میں ہمارا ایک ہی کام رہ جاتا ہے کہ اس کی برائی بیان کریں۔ اور کبھی اس سے بھی آگے بڑھ کر پریس تک میں یہ طوفان شروع ہو جاتا ہے اور کبھی کبھی تو محض سنی سنائی بات پر یہ سب کچھ ہو جاتا ہے جبکہ حقیقت کچھ اور ہوتی ہیں اور اگر کسی درجہ میں یہ بات صحیح بھی ہو تو یہ کہاں کی دانشمندی ہے کہ ننانوے ۹۹ فیصد پر پانی پھیر کر ایک فیصد کو اچھالا جائے اور پورے ماحول کو پراگندہ کر دیا جائے۔

کام کرنے والوں سے بھول چوک بھی ہوتی ہے اور کبھی غفلت و کوتاہی بھی کہ یہ بشری کمزوری کا تقاضا ہے اس سے کوئی شخص خالی نہیں ہو سکتا ایسا کون ہو سکتا ہے جس نے کبھی غلطی نہ کی ہو وہ کہاں ملے گا جس کا ہر کام ناقابل شکایت ہو کہ —— ایں خیال است و محال است و جنوں بقول عربی شاعر کے

من ذا الذی ما ساء قط   و من له الحسنیٰ فقط

ایسا کون ہے جو کبھی غلطی نہ کرے، اور ایسا کون ہے جو سارے کام اچھے ہی کرتا ہے۔ لہٰذا دین و ملت کے مفاد کو سامنے رکھ کر کام کرنا چاہئے اس وقت امت مسلمہ ہندیہ جن حالات سے دوچار ہے ان کا تقاضا ہے کہ مسلمانوں میں خود اعتمادی پیدا کی جائے انہیں یہ باور کرایا جائے کہ تم میں حالات کا مقابلہ کرنے کی طاقت و صلاحیت ہے تم اپنی ان صلاحیتوں کو فلاں فلاں محاذ و لائن پر صرف کرو۔ زندگی متحرک و تغیر پذیر ہے تمہیں بھی متحرک و حوصلہ مند رہنا پڑے گا۔ اپنے بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت کے لئے تمہیں مدارس و مکاتب کا جال بچھانا پڑے گا۔ اپنے دین

نگرانِ اعلیٰ

مولانا ابوالعرفان ندوی

مجلس ادارت

شمس الحق ندوی

محمود الازہار ندوی

خط وکتابت کا پتہ:

نیجر "تعمیر حیات"

پوسٹ بکس نمبر ۹۳

ندوۃ العلماء۔ لکھنؤ۔ انڈیا۔

زرِ تعاون

سالانہ : تیس روپے

ششماہی : بیس روپے

فی پرچہ : ایک روپیہ پچاس پیسے

بیرونِ ملک

بحری ڈاک، رجسٹرڈ ڈاک : ۱۰ ڈالر

فضائی ڈاک

ایشیائی ممالک : ۱۵ ڈالر

افریقی ممالک : ۱۸ ڈالر

یورپ و امریکہ : ۲۰ ڈالر

نوٹ

چیک، ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت و نشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ فرمائیں۔

اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے لہٰذا اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا یہ خادم، ندوۃ العلماء کا ترجمان، آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ تیس روپے ارسال فرمائیے یہ آپ کی ذمہ داری ہے۔ چندہ یا خط بھیجتے وقت اپنا نمبر خریداری لکھنا نہ بھولیں

شبِ قدر

مولانا سید سلیمان ندوی

وہ کون سی مبارک شب تھی جس میں خدا کا کلام روح پرور ایک انسان کے منہ میں ڈالا گیا، وہ لیلۃ القدر یعنی عزت و حرمت کی رات تھی بیشک وہ رات عزت و حرمت کی رات تھی جو ہزار مہینوں سے بہتر، خداوند گویا ہوا، وہ فرشتوں کی آمد کی رات تھی کہ آسمان کی باتیں زمین والوں کو سنائیں وہ امن و سلامتی کی رات تھی کہ اس میں دنیا کے لئے امن و سلامتی کا پیغام اترا۔

انا انزلناه فی لیلة القدر وما ادراك ما لیلة القدر، لیلة القدر خیر من الف شهر، تنزل الملئكة والروح فیها باذن ربهم من كل امر سلٰم هی حتی مطلع الفجر (القدر)

ہم نے قرآن کو عزت و حرمت والی رات میں نازل کیا، اور ہاں تمہیں کس نے بتایا کہ عزت و حرمت والی رات کیا ہے؟ وہ رات جو ہزار مہینے سے بہتر ہے، جس میں ارواحِ مقدسہ اور فرشتے حکم خدا سے احکام لے کر نازل ہوتے ہیں۔ اس رات میں طلوع صبح تک سلامتی ہے۔

وہ شب کیا عجیب شب تھی، دنیا عصیان و ناحق شناسی کی تاریکی میں مبتلا تھی۔ دلو یا طلسم کا تمام عالم پر استیلا تھا توحید کا چہرۂ نورانی، کفر و شرک کی ظلمت میں محجوب تھا، نیکیاں بدیوں سے شکست کھا چکی تھیں، دنیا کی تمام متمدن اور زبردست قومیں قوت الٰہی سے بغاوت کا اعلان کر چکی تھیں، ایک نحیف و ضعیف قوم بحر احمر کے کنارے کے ریگستانوں پر، غفلت و جہالت کے بستروں پر پڑی سو رہی تھی، لیکن اس ظلمت کدہ عالم میں صرف ایک گوشہ تھا، جو روشن تھا، وہ گوشہ غارِ حراء کا گوشہ تھا، اس بغاوت و طغیان عالم میں ایک شے تھی، جو قوت الٰہی کے آگے اطاعت و تسلیم کے ساتھ سربسجود تھی، وہ خلوت نشینِ حراء کی جبینِ مبارک تھی، اور ایک ہی قلب تھا جو بیدار تھا، اور وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب اقدس تھا،

یہ کیا عجیب و غریب شب تھی، جب کہ قوموں کی قسمت کا فیصلہ ہو رہا تھا جب جبابرۂ عالم کی تنبیہ و تادیب کے لئے ایک نحیف و ضعیف قوم کا انتخاب ہو رہا تھا جب نیکیوں کا لشکر دوبارہ مقابلہ کے لئے آراستہ کیا جا رہا تھا، اور اس کی سرعسکری کے لئے وہ جو دانہ منتخب ہو رہا تھا جو حراء کے غیر مصنوع حجرہ میں بیدار اور سربسجود تھا، اور رحمت کے محافظ فرشتے اس کے گرد صف بستہ تھے۔

انا انزلناه فی لیلة مبارکة انا کنا منذرین فیها یفرق کل امر حکیم امرا من عندنا انا کنا مرسلین رحمة من ربك انه هو السمیع العلیم۔

ہم نے اس کتاب مبین کو اس مبارک شب میں اتارا کہ ہمیں انسانوں کو ڈرانا تھا، وہ مبارک شب جس میں پر از حکمت امور کا ہمارے حکم سے فیصلہ کیا جاتا ہے۔ انسانوں کے پاس اپنی رحمت سے ایک رہنما بھیجنا تھا کیونکہ ہم پکارنے والوں کی دعائیں سنتے ہیں، اور دنیا کے ذرہ ذرہ کا حال جانتے ہیں۔

پس یہ وہ شب ہے جس میں اقوام عالم کی قسمتوں کا فیصلہ ہوا، یہ وہ شب ہے جس میں برکات ربانی کی ہم پر سب سے پہلی بارش ہوئی، یہ وہ شب ہے جب اس سینہ میں جو خزینۂ نبوت تھا، کلام الٰہی کے اسرار سب سے پہلے منکشف ہوئے اور آسمانی رحمتوں نے زمین میں نزول کیا، پس ہر مسلم کا فرض ہے کہ وہ اس لیلۂ مبارکہ میں رحمتوں کا طالب ہو، اور اس رحمٰن و رحیم ہستی کے آگے سر نیاز خم کرے جبین پر معاصی کو زمین پر عجز و خاکساری سے رکھے، اور بعد خضوع و خشوع دست تضرع دراز کرکے کہ خدایا

آمن الرسول بما انزل الیه من ربه والمؤمنون کل آمن بالله وملئكته وكتبه ورسله لا نفرق بين احد من رسله وقالوا سمعنا واطعنا غفرانك ربنا واليك المصير، لا يكلف الله نفسا الا وسعها لها ما كسبت وعليها ما اكتسبت ربنا لا تؤاخذنا ان نسينا او اخطانا ربنا ولا تحمل علينا اصرا كما حملته على الذين من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا على القوم الكافرين۔ (بقرہ - ۴۰)

رسول جو کچھ اس پر نازل ہوا، اس پر ایمان لایا، اور اہل ایمان بھی ایمان لائے، سب خدا پر اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور پکار اٹھے اے پروردگار، تیری باتیں سنیں، تیری اطاعت کا عہد کیا، اب تیری مغفرت کے طالب ہیں اور تیرا ہمارا مرجع ہے، کسی کو تو اس کی قوت سے زیادہ حکم نہیں دیتا، اور خیر و شر انسان کی کمائی ہے، پس اے پروردگار! اگر ہم سے بھول ہو، یا کوئی خطا ہو تو مواخذہ نہ کر پروردگار! ہم سے پہلوں کی طرح ہم کو گراں بار نہ بنا، پروردگار! ہماری طاقت سے زیادہ ہم کو بوجھ نہ دے، ہمیں معاف کر، ہمارے گناہ بخش ہم پر اے ہمارے آقا، رحم فرما، اور کفارہ پر ہمیں غلبہ نصیب کر۔

مسلم مطلقہ بل ۱۹۸۶ء میں مسلم عورتوں کو حاصل ہونے والے اختیارات اور ضابطہ فوجداری ۱۹۷۳ء کا ایک تقابلی مطالعہ

ضابطہ فوجداری ۱۹۷۳ء	مسلم مطلقہ بل ۱۹۸۶ء میں مجوزہ ترمیمات
۱۔ شادی اور خاندان کے معاملات روایتی ہندو تصورات پر مبنی تصور ہوں گے۔ شادی کے بعد لڑکی مستقل طور پر شوہر کے گھر اس طرح منتقل ہو جائے گی۔ کہ اس کے بعد اس کے سلسلہ میں والدین کی کوئی ذمہ داری نہیں ہوگی خواہ وہ بیوہ ہو جائے یا اسے طلاق دے دی جائے۔	۱۔ شادی اور خاندان کے معاملات اسلامی تصور پر مبنی ہوں گے۔ شادی کے بعد لڑکی بیوی کی حیثیت سے والدین سے رشتہ توڑ کر شوہر کے گھر مستقل طور پر منتقل نہیں ہو جائے گی۔ بلکہ اس کے بعد بھی وہ اپنے والدین کے گھر کی ایک فرد سمجھی جائے گی اور اس کا رشتہ بدستور قائم رہے گا۔ وہ بیوہ ہو جائے یا اسے طلاق دے دی جائے تو والدین کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ اس کی اور اس کے بچوں کی کفالت کی ذمہ داری اٹھائیں۔
۲۔ مطلقہ بیوی کی کفالت کی ذمہ داری اس کے سابق شوہر کی ہوگی اور کسی حالت میں بھی کوئی دوسرا شخص اس کی کفالت کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔	۲۔ زمانۂ عدت میں نان و نفقہ کی ذمہ داری شوہر کی ہوگی کیونکہ جب تک حمل کے متعلق اطمینان نہ ہو وہ دوسری شادی کے لئے آزاد نہیں ہے اس کے بعد وہ تنہا یا اپنے بچوں کے ساتھ اس کا حق رکھتی ہے کہ اس کے قریبی رشتہ دار اس کی کفالت کریں، جیسا کہ کفالت اور وراثت کا شرعی قانون ہے۔ اور اس کا شوہر اس کے لئے ایک اجنبی شخص ہوگا۔
۳۔ عدالت کو اس مسئلہ میں کوئی اختیار نہیں ہے۔	۳۔ عدالت شوہر کو حکم دے سکتی ہے کہ وہ مطور کا طور پر مہر کو ادا کرے اگر وہ پوری باقی ہو یا اس کا کچھ حصہ باقی رہ گیا ہو۔
۴۔ عدالت کو اس مسئلہ میں کوئی اختیار نہیں ہے۔	۴۔ عدالت شوہر کو حکم دے سکتی ہے کہ وہ شیر خوار بچوں اور ان کی نگہداشت کے لئے بیوی کا کرا اخراجات کی ادائیگی کرے۔
۵۔ عدالت کو اس مسئلہ میں کوئی اختیار نہیں ہے۔	۵۔ عدالت شوہر کو ہدایت کر سکتی ہے کہ وہ بیوی کا کل سامان واپس کرے۔ اس میں جہیز اور شوہر کے دیئے ہوئے تحائف بھی شامل ہیں۔
۶۔ اگر شوہر کا انتقال ہو جائے یا وہ نان و نفقہ کی ادائیگی سے معذور ہو تو عدالت اس کے لئے کوئی متبادل انتظام نہیں کر سکتی۔	۶۔ اگر مطلقہ عورت کے حقیقی رشتہ دار اس کی کفالت نہیں کر سکتے ذرائع عدت کے بعد تو عدالت وقف بورڈ کو ہدایت کر سکتی ہے کہ وہ اپنے فنڈ سے اس کا انتظام کرے۔
۷۔ کوئی مدت نہیں متعین کی گئی ہے۔	۷۔ اس طرح کا ہر معاملہ ایک مہینے کے اندر طے ہو جانا چاہئے۔
۸۔ عدالت پانچ سو روپیہ ماہانہ کی رقم مقرر کرتی ہے۔	۸۔ دوران عدت نان و نفقہ کے لئے اس طرح کا کوئی تعین نہیں ہوگا بلکہ یہ شوہر کی سماجی اور مالی حیثیت اور مطلقہ بیوی کے اس طرز رہائش پر منحصر ہوگا جو اس کی گزار رہی ہے۔
۹۔ عدالت دوسری شادی کی ہمت افزائی نہیں کرتی ہے۔	۹۔ نان و نفقہ کی اسکیم مطلقہ عورت کی دوسری شادی کی ہمت افزائی کرتی ہے اور اسی طرح اسے ایک نئی اور خوشگوار ازدواجی زندگی گزارنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔

(بشکریہ قومی آواز)

دین و شریعت کی حفاظت کے لئے دین و عقیدہ کو باقی رکھنے کے لئے معاشرہ میں ہم کے طور پر بیداری پیدا کرنے کی کوشش کرنی پڑے گی۔ ایک زندہ قوم کی حیثیت سے تمہیں زندگی کے دوسرے میدانوں میں بھی زندگی کا ثبوت دینا پڑے گا اور یہ ثابت کرنا ہوگا کہ تم زندہ و باصلاحیت قوم ہو اور تمہارا دین و عقیدہ تمکو زندگی کے میدان سے الگ نہیں کرتا ہے بلکہ زندگی کی گاڑی میں ایک مفید کارآمد پرزے کی حیثیت سے فٹ ہو جانے کی دعوت ہی نہیں دیتا بلکہ اپنجر ساری قدروں اور اخلاقیات کے تحفظ کے ساتھ امت دعوت کے ایک فرد کی حیثیت سے جو اسلام کی چلتی پھرتی تصویر ہوتا ہے قیادت و رہنمائی کی ذمہ داری ڈالتا ہے یہ رمضان المبارک کی بابرکت گھڑیاں ہیں یہ دعا اور خدائے بزرگ و برتر کی طرف رجوع و انابت کا موسم بہار ہے لہٰذا امت کی فلاح و بقا اور اپنی اصلاح اور شرعی احکامات پر عمل پیرا ہونے کے لئے اہتمام کے ساتھ دعا کرنا چاہئے کہ کارساز حقیقی وہی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی زندگی ہمارے لئے اسوہ اور نمونہ ہے۔ دعا اور ہر کام کی نسبت خدا ہی کی طرف کرنے کا یہ نتیجہ تھا کہ وہ نازک سے نازک موقع پر اپنے امیر کے حکم سے انحراف نہیں کرتے تھے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی عملی تصویر صحابہ کی شکل میں ہمارے سامنے پیش کر دی اگر ہم اسی نمونہ کی روشنی میں اپنی زندگی ڈھال لیں تو وہ تمام خامیاں جن کی وجہ سے ہم ناکام و نامراد ہو رہے ہیں دور ہو جائیں اور صبر و ضبط اور دینی مفاد کو ترجیح دینا آسان ہو جائے جو صحابہ کرام کا حال تھا کہ

بھڑکتی نہیں خود بخود آگ ان کی
شریعت کے قبضہ میں تھی جان ان کی
جہاں کر دیا نرم نرما گئے وہ
جہاں کر دیا گرم گرما گئے وہ

عین میدان کارزار میں حضرت خالد بن ولید کی معزولی کا پروانہ ملتا ہے مگر ان کے جوش و جذبہ میں کوئی فرق نہیں آیا۔ یہ فرمایا کہ میں عمر کے لئے نہیں لڑ رہا تھا خدا کے لئے لڑ رہا تھا۔ لہٰذا اب بھی لڑتا رہوں گا۔ اگر صحابہ کرام، اولیاء عظام اور علمائے امت کے اس طرح کے بے شمار واقعات ہیں یہ ایک ہی واقعہ ہمارے سامنے مستحضر ہو تو کیا ہم اپنے نفس کی خاطر دین و ملت کے مفاد کو قربان کر سکتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک منکر خدا کے سینے پر سوار ہیں اب اور تب اس کا کام تمام ہوا چاہتا ہے کہ وہ آپ کے چہرہ مبارک پر تھوک دیتا ہے۔ ایسے میں نفسانیت کا غلبہ اور غصہ فطری بات تھی۔ لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ یہ کہہ کر اس کو چھوڑ دیتے ہیں کہ اگر میں اس وقت تم کو قتل کروں گا تو خدا کے لئے نہیں بلکہ اپنی نفسانیت کے جذبہ سے ہم یہ واقعات پڑھتے ہیں اپنی تحریروں میں لکھتے اور تقریروں میں بیان کرتے ہیں مگر اپنی نفسانیت پر لگام لگانے میں ناکام رہتے ہیں اس لئے کہ علم حاصل ہوا تربیت نامکمل رہی۔ ہم ان تمام کوششوں میں جو اوپر بیان کی گئیں اعتماد و بھروسہ خدا کی ذات پر کریں کہ کامیابی و ناکامی اسی کے ہاتھ میں ہے، کہ اس کے ساتھ کامیابی پر فخر و ناز نہیں ہوتا اور ناکامی پر مایوسی نہیں ہوتی۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے جہاں اس دنیائے اسباب و سائل میں۔ ذرائع و وسائل کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ وہیں صبر و صلوٰۃ کے ذریعہ اپنی ذات عالی سے مدد و اعانت طلب کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

فرمایا۔

وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ۔ بقرہ

اور صبر و محنت اٹھانے سے قوت پکڑو

دعا سے دل میں اثر اور طبیعت میں گداز پیدا ہوتا ہے جو رحمت خداوندی کو اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے، اور صبر مشاکل کو جھیلنے، حالات کا مقابلہ کرنے اور کامیابی و ناکامی کو خدا کی ذات پر چھوڑ دینے کی قوت و صلاحیت پیدا کرتا ہے۔ آیت مذکورہ ہم کو بتاتی ہے کہ مرد مومن کی زندگی امتحان و آزمائش کی گھڑیوں میں خدا کی ذات پر کس اعتماد و بھروسہ کے ساتھ گذرتی ہے۔ وہ مایوسی کا شکار نہیں ہوتا۔ مولانا سلیمان ندوی کے الفاظ میں

"صبر دل کی کمزوری، بے بسی کی خاموشی اور بیکسی کے مجبورانہ درگذر کا نہیں، بلکہ دل کی انتہائی قوت، ہمت کی بلندی، عزم کی استواری اور مشکلات اور مصائب کو خدا کے بھروسہ پر خاطر میں نہ لانے کا نام ہے۔ ایک صابر کا کام یہ ہے کہ مخالف حادثوں کے پیش آجانے پر بھی وہ دل برداشتہ نہ ہو، ہمت نہ ہارے اور اپنے مقصد پر جمارہے اور خدا سے دعا کرتا رہے کہ وہ اس کی گذشتہ ناکامی کے قصور کو جو اسی کی کمی و ذنب، یا زیادتی (اسراف) سے سرزد ہوا ہے معاف فرمائے۔ اور اس کو مزید ثبات قدم عطا کرے حق کے دشمنوں پر کامیابی بخشے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے کامیابی کے حصول کے لئے مسلمانوں کو دو باتوں کی تاکید فرمائی ہے۔ ایک تو خدا کی طرف دل لگانا دوسرے مشکلات پر صبر و استقامت سے قابو پانا"

لہٰذا ہم کو چاہئے کہ اس مبارک مہینہ میں خدا سے دل لگانے والے پہلو کی طرف پوری توجہ دیں۔ جہاں ہمارے اندر اور بہت سی کمزوریاں پیدا ہو گئی ہیں۔ وہیں ایک زبردست خامی یہ پیدا ہو گئی ہے کہ ہم اپنی کامیابی و ناکامی کا سرا اپنی کوششوں سے جوڑتے ہیں۔ اپنی ذہانت، صلاحیت اور قوت ارادی ہی کو اصل سمجھتے ہیں۔ اور یہ بات خدائے قہار و جبار کو پسند نہیں جب اس نے اپنے پیارے رسول سے فرما دیا کہ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ۔ تو پھر کسی اور کی کیا ہستی۔ محنت و کوشش کے مکلف و ذمہ دار تم ہو ہم تمہارا احتساب اسی پر کریں گے۔ اور کامیابی و ناکامی کے ذمہ دار ہم ہیں تم نہیں۔ لہٰذا اپنی ساری کوششوں کے ساتھ ساتھ کامیابی اسی سے مانگنی چاہئے کہ اپنی صلاحیتوں اور قوت پر ناز و اعتماد خدا کو پسند نہیں اور انسانی ناکامی کا منہ دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مبارک مہینہ میں قوت کے اصل سرچشمہ سے ہم کو فائدہ اٹھانے کی توفیق بخشے اور زندگی میں ایسی تبدیلی فرمائے کہ ہمارا معاملہ ہمیشہ کے لئے ٹھیک ہو جائے اور ہم اس کی حفظ و امان میں اس طرح آجائیں کہ اسلام و مسلمانوں کے خلاف چلنے والی ہر کوشش ناکام ہو۔ اسلام کا بول بالا ہو، امت مسلمہ سربلند ہو۔

اللّٰہم آمین

بھارت کو ایکتا کی ضرورت ہے دوستو

ڈاکٹر طفیل احمد مدنی

عنقا سکون قلب کی دولت ہے دوستو — برپا ہر ایک گھر میں قیامت ہے دوستو
کیسا لگاؤ، کیا تعلق، کہاں کا عشق — آدمی شکار سیاست ہے دوستو
ایثار نفس بھی تو ہے انسان کی صفت — یہ کون سوچے کس کو یہ فرصت ہے دوستو
کوتاہیوں کا اپنی نہیں کرتے احتساب — بس دوسروں سے ہم کو شکایت ہے دوستو
آتش زنی کہیں تو کہیں بر ہے توڑ پھوڑ — تم ہی کہو یہ کیسی سیاست ہے دوستو
نیتاؤں کی یقین دہانی کے باوجود — اب تک تمام ملک میں غربت ہے دوستو
ہر شعبۂ حیات میں پھیلا ہے انتشار — رشوت کہیں، کہیں یہ خیانت ہے دوستو
کب کس جگہ، کہاں کوئی گولی سے مار دے — طاری تمام ملک پہ دہشت ہے دوستو
ہڑتال ہے کبھی تو کبھی سخت چکہ جام — کیا نظام کیسی قیادت ہے دوستو
اک بات ہو تو اس کی شکایت کرے کوئی — ہر ہر قدم پہ طرفہ مصیبت ہے دوستو
خود کھل کے اعتراف نہ کرنا عیوب کا — یہ بھی فساد دل کی علامت ہے دوستو
جب تک نہ دور ہوں یہ ہماری خرابیاں — رکھنی اک امید حماقت ہے دوستو
حق بات جو بھی ہو وہ کہے جاؤ مستقل — جب تک تمہاری جان سلامت ہے دوستو
شاعر نے جو بھی دیکھا سنا کر دیا رقم — مانو نہ مانو پوری اجازت ہے دوستو
اقبال کہہ گیا ہے بہت عرصہ پیشتر — اس کی یہ بات سن لو نصیحت ہے دوستو

"مٹ جاؤ گے جہاں سے ہوئے گر نہ متحد
بھارت کو ایکتا کی ضرورت ہے دوستو"

اعلان

روز افزوں گرانی کے پیش نظر ماہ شوال ۱۴۰۶ھ سے دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے طلبہ مستطیع کی فیس خوراک میں ۱۵ روپیہ کا اضافہ کر دیا گیا ہے لہٰذا نئے تعلیمی سال سے ۹۰ روپے ماہانہ فیس خوراک داخل ہوگی۔

مہتمم دار العلوم

"ہماری عدالتوں اور انکے فیصلوں کی ایک عظیم تاریخ رہی ہے"

مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

ذیل میں ہم محمد عبد القادر حیدرآباد کی مرتب کردہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی وہ گفتگو پیش کر رہے ہیں جو آپ نے مجلس اشاعت اسلام اور مسلم ایڈوکیٹس فورم حیدرآباد کے کارکنوں سے فرمائی۔

انسانی فطرت ہے کہ کچھ خواہشات اور تمنائیں ہر انسان کے دل میں ہوتی ہیں اللہ رب العزت کا فیصلہ خواہشات افراد، یا اقوام کی خواہشات اور تمناؤں پر نہیں ہوتا ہے بلکہ حقائق کے ساتھ فیصلہ ہوتا ہے، خواہشات پر اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت نہیں آتی، افراد و اقوام و ملل کا حقائق کو تسلیم کر کے محنت کرنے اور مقصد کے لئے قربانی دینے پر اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت آسکتی ہے، قرآن مجید اور حدیث پاک کی روشنی میں اور فہم و تجربہ کی بنیاد پر بقائے اصلح SURVIVD OF FIITEST کا اصول تسلیم کر لیا گیا ہے۔ صالحین میں "اصلح" اور بہتروں میں سب سے اچھے باقی رہیں گے، لیکن بہت کم لوگ ہیں جو اس کا فیصلہ کر سکیں کہ "اصلح" FIITERT کون ہیں؟ اشیائے فاسدہ میں اصلح کے فیصلے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، اصلح کا فیصلہ صالح پر کرنا ہوتا ہے انسانی فطرت کی یہ بھی گویا ایک کمزوری ہے کہ "نافع" کا فیصلہ جلد اور آسانی سے کر لیتی ہے۔ علم و ترقی کے عروج کے زمانہ میں بھی فطرت انسانی نافع کا فیصلہ کرنے کی اہلیت رکھتی ہے اور حالت جہل میں بھی۔ ایک چھوٹا بچہ بھی آسانی سے فیصلہ کر لیتا ہے کہ کون ہے جو اسے نفع پہونچاتا ہے، ماں باپ، بھائی بہن کون ہیں جو اس کو فائدہ پہونچاتے ہیں وہ خوب جانتا ہے۔ ایسا دور آرہا ہے کہ اصلح ہی باقی رہے گا جو فرد یا قوم اپنی "اصلح" اور "افادیت" ثابت کرینگے انہیں کو زندہ رہنے کا اور زندگی گزارنے کا حق ملے گا۔ حقائق کو نظر انداز کرنے اور خواہشات سے وابستہ رہنے کی غلطی قومی، علمی، عوامی اور جمہوری سطحوں پر بھی ہوا کی ہے اور اس قسم کی غلطی کا صدور ہوتا رہتا ہے، یہ غلطی ہماری عادت بن گئی ہے ہماری خواہش یہ ہے کہ سارے ملک میں اسلام پھیل جائے اور برادران وطن اسلام قبول کر لیں، آپ کو یہ حقیقت تسلیم کرنی پڑے گی کہ ملک کی اکثریت غیر مسلم ہے اور اس اکثریت سے سابقہ پشتوں سے ہمیں پڑ رہا ہے، اکثریت کے دل میں آپ سے عداوت ہے اور اسکے قلب و دماغ پر آپ کا کچھ عجیب اثر ہے۔ کہ آپ اقلیت کے باوجود صدیوں حکمراں رہے حکومت کرتے رہے۔ آپ اس دیرینہ اثر کو جو اکثریت کے دل و دماغ پر طاری ہے آسانی سے نہیں مٹا سکتے، اس کیلئے بڑی حکمت اور مصلحت کے ساتھ تبلیغی محنت و کام کرنا ہوگا۔ ضرورت ہے کہ اکثریت کی مادری زبانوں میں اسلام کا لٹریچر تیار کیا جائے۔ علاقائی زبانوں میں پوری توجہ اور تندہی سے اسلامی لٹریچر ایسا تیار ہو کہ اسلام کا پورا پورا اور صحیح تعارف ہو جائے غیر مسلموں کے سامنے پورے اخلاص و استقامت اور پوری دیانت کیساتھ اسلام کی تصویر پیش کرنی چاہئے اس انداز سے کہ انکو وحشت نہ ہو۔ ہمیں علاقائی زبانوں میں اسلام کا اتنا لٹریچر تیار کرنے کی ضرورت ہے کہ کوئی اسلام کا تعارف اس زبان میں حاصل کرنا چاہے تو بسہولت پورا تعارف حاصل کر سکے۔ کوئی مسلمان بن کر پورے پورے طور پر اسلام پر عمل کرنا چاہے تو اسے اپنی مادری زبان میں پوری پوری ہدایت و رہبری حاصل ہو سکے۔ اسلام کو زبان کے مقابلے میں اپنے عقائد اور مقاصد عزیز ہیں۔ اگر کسی کو اپنی علاقائی زبان ہی آتی ہو اور عربی زبان سے صرف اس قدر واقف ہو کہ نماز ادا کرنے کے بقدر قرآن پاک اور اذکار نماز پڑھ سکتا ہو اور اسکے سوا اردو میں وہ دستخط بھی نہ کر سکے تو مضائقہ نہیں وہ اسلامی عقائد سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی سیرت سے واقف اور اس پر عامل ہو، توحید اور شرک میں امتیاز اور توحید و کفر میں فرق و امتیاز کر سکتا ہو تو وہ سچا پکا مسلمان کہلانے کا مستحق ہے، اسکے برخلاف اگر کوئی اردو کا فاضل ہے، عربی زبان سے واقف ہے لیکن نہ اسکے عقائد درست نہ وہ نماز روزے کا پابند تو ایسا شخص سچا پکا مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں۔ ہاں یہ ضرور کہوں گا کہ اردو زبان میں اسلام سے متعلق بہت سا لٹریچر تیار ہو گیا ہے نہ دوسری زبانوں کے الفاظ بھی اردو میں اسلام کی ترجمانی کرتے ہیں جیسے فارسی کا لفظ نماز اس لئے بھی اردو زبان سیکھنی چاہئے اور اس پر توجہ دینی چاہئے، اسمیں اس دور میں بڑی غفلت برتی جا رہی ہے، اور مادری زبان والے بھی اردو لکھنا پڑھنا نہیں جانتے، اردو زبان کا سیکھنا بھی اپنے دین کی بقاء کے لئے ضروری ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سب سے اہم اور نازک امتحان کا پرچہ بتا دیا ہے جس سے سب سے پہلے سابقہ پڑنے والا ہے "من ربک ما دینک وما تقول فی ہذا الرجل" ان سوالات کے جوابات کے لئے عربی زبان جاننا ضروری نہیں نہ اسکے لئے انگلش اور دیا کسی اور زبان کی شرط ہے اور نہ ہی ان سوالات کے لئے عالم دین ہونا شرط ہے عقائد کی درستگی، عقائد کا صحیح ہونا ایمان اور اعمال صالحہ کا ہونا ان سوالات کے جواب کے لئے ضروری ہے۔ ہمیں جلد اور جسقدر جلد ہو سکے اسلام کے مکمل لٹریچر کو علاقائی زبانوں میں منتقل کرنا چاہئے۔

کسی زبان میں اسلامی مذہب کے لئے لٹریچر منتقل کرنے کے لئے جو ضروری ہے ویسے مختلف تنظیمیں اور جماعتیں کسی نہ کسی درجے میں کام کر رہی ہیں دیگر علاقائی زبانوں میں اسلامی لٹریچر منتقل کرنے کا کام انجام دے رہی ہیں۔ لیکن اس ملک میں مرہٹی، بنگالی اور ملیالی زبانوں میں باوجود توجہ دلانے کے یہ کام نہیں ہو رہا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ملیالی زبان میں سب سے زیادہ کام ہونا چاہئے۔ ہمیں پہلے کے مقابلے میں دس گنا زیادہ توجہ اور عزم کے ساتھ کام کرنا چاہئے ایسی کوشش ہونی چاہئے کہ کوئی قصبہ اور کوئی دیہات دعوت دین کے کام سے بچا ہوا نہ ہو اور اس میں کشش پیدا کرنے کے لئے ماہر لسانیات اور ماہر لسانیات جو باتیں ضروری سمجھتے ہیں وہ اختیار کرنی چاہئے جو کچھ بھی توجہ اس بابت ہو رہی ہے میں اسے قابل مبارکباد سمجھتا ہوں لیکن اس کی رفتار اور بڑھانا چاہئے۔ اسکے لئے دین کی اشاعت اور غیر مسلموں میں دین کو پھیلانے اور غیر مسلموں کے دین اسلام قبول کرنے کے لئے اہم ترین بات یہ ہے کہ اپنے میں اسلامی اخلاق اور اسلامی کردار پیدا کریں۔ انڈونیشیا وغیرہ میں عرب صوفیائے کرام کے بہترین اخلاق و کردار کے نتیجے میں اسلام پھیلا۔ غیر مسلموں میں اسلام سے بیر ہے، بعض مسلم سلاطین کے برے سلوک کے نتیجے میں اور اس سے بھی بڑھکر تاریخی واقعات کو غلط طور پر پیش کرنے کے نتیجے میں ان میں بیر ہی نہیں انتقام کا جذبہ ان میں ہے، لیکن رفتہ رفتہ یہ چیزیں ان سے دور کیجا سکتی ہیں اسکے لئے ایسی کتابوں کا انتخاب کیجئے جس میں توحید و رسالت کی حقیقت اور اسلام کا صحیح و مکمل تعارف ہو۔

ایک اہم بات اور بہت ہی اہم بات جو آپ سے کہتا ہوں کہ اسلام کی اشاعت و تبلیغ میں جماعت کو سامنے نہ رکھئے اپنی جماعت و تنظیم کو نہیں بلکہ دین اسلام کو سامنے رکھئے۔ یہ بات نہ ہو کہ فلاں جماعت و ادارہ نے یہ کام کیا اس کا CREDIT اس جماعت یا ادارہ کو جانا چاہئے، اس سے اللہ تبارک و تعالیٰ کی مدد و نصرت آپکے کام بہت آئے گی پہلے کے لوگوں کا معاملہ یہ تھا کہ جماعت یا اپنی پارٹی کا نام مقصود نہیں ہوتا تھا بلکہ اللہ رب العزت کی خوشنودی، آخرت میں کامیابی کی فکر اور دوزخ سے ڈراکر جنت کا شوق دلاکر اسلام کی طرف بلاتے تھے، ہمارا یہ طریقہ ہو گیا ہے۔ جہاں کسی بندۂ خدا نے اسلام قبول کیا ایمان لے آیا تو اخبار میں نام آگیا کہ فلاں نے فلاں کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا تاکہ قبولیت اسلام کے ساتھ ساتھ اس "دست حق پرست" کا اعلان اور تشہیر بھی ہو جائے۔ اس "دست حق پرست" کو ہٹا کر صرف "حق پرستی" کو باقی رکھئے میں آپ سب سے اور آپ کے توسط سے تمام جماعتوں اور انکے ذمہ داروں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ "ہمیں اپنی اپنی جماعتوں کے تعارف کے مقابلے میں صرف دین کا تعارف پیش نظر رکھنا چاہئے اخلاص

"اور اللہ تعالیٰ کی رضا پیش نظر رہنی چاہئے" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فاتح خیبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرکے فرمایا۔ اے علی اگر تمہاری وجہ سے ایک شخص کو بھی ہدایت مل جائے تو سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ ہمارا حال یہ ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہماری جماعت یا کمیٹی کی سالانہ روداد میں اعداد و شمار آنا چاہئے کہ ہم نے اشاعتِ اسلام کے یہ یہ کام کئے، ایسے جذبے اور ایسی نیت سے اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت نہیں آسکتی، غیر مسلموں میں اسلام پیش کرنے میں ترتیب و حکمت ہونی چاہئے کہ پہلے مناسب انداز سے ایسی ہستیوں کی نفی کیجائے جنہیں معبود بنالیا گیا ہے۔ پتھر، درختوں، پہاڑوں دریاؤں اور بتوں کی نفی کیجائے، پہلے ان میں سے شرک جلی نکالیے، بت پرستی اور اسکے عظیم نقصانات کا احساس ان کے اندر پیدا کیجئے۔

اسلامک لا فورم کے اصحاب کو مخاطب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اب تک یہ باتیں تھیں کہ مسلمان قومیت، مسلم جماعتیں اور نظریۂ پاکستان وغیرہ ہدف ملامت تھے لیکن اب براہِ راست شریعت مطہرہ اور مسلم پرسنل لا ہدف ملامت بنائے جارہے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ شرعی قوانین کی تدوین کیجائے اور انگریزی و دیگر زبانوں میں اسکو منتقل کیا جائے، میں مسلم پرسنل لا بورڈ کے ذمہ دار ہونے کی حیثیت سے وکلاء حضرات کو اس بات کی اجازت دیتا ہوں اور ان سے امید رکھتا ہوں کہ وہ بھی اس میدان میں اپنی صلاحیتوں کو استعمال کریں اور اپنی کوششوں کو مسلم پرسنل لا بورڈ کے سامنے پیش کریں۔ آجکل شاہ بانو کے مقدمے میں سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد پورے ملک کی توجہ شریعت اسلامی کی طرف ہوگئی ہے۔ میں نے جب فیصلے کا مطالعہ کیا تو مجھے یوں محسوس ہونے لگا کہ یہ مقتدر اور بالا عدالت کا فیصلہ ہونے کے بجائے کسی seminar کا ایک PAPER ہے، ہماری عدالتوں کی اور انکے فیصلوں کی ماضی میں ایک عظیم الشان تاریخ رہی ہے کہ وہ فیصلے دیتے وقت قانون کے نپے تلے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ کسی مذہب، کسی فرد بلکہ کسی رسم و رواج پر تنقید نہیں کرتے۔ لیکن اس حالیہ فیصلے میں ملک کی مقتدر عدالت کے ججوں نے قرآن پاک کی آیات کی من مانی تشریح کی، اور مسلم پرسنل لا پر تنقید کرتے ہوئے اسلام کے فطری اور ہمہ گیر قوانین کے خلاف فیصلہ دیا ہے اس فیصلے سے خوب واضح ہوتا ہے کہ ججوں نے گویا پہلے ہی طے کرلیا تھا کہ یہ فیصلہ صادر کرنا ہے، ایک عالم دین کے متوجہ کرنے پر کہ ان دنوں انگریزی صحافت میں مسلم پرسنل لا پر من مانے حملے ہوئے ہیں، مسلم پرسنل لا بورڈ ایسے مضامین کے خلاف مؤثر جواب دینے کیلئے موزوں اہل علم اور قانون داں حضرات کو توجہ دلائے اور مسلم پرسنل لا بورڈ کی نگرانی میں یہ کام کیا جائے مولانا مد ظلہٗ نے فرمایا کہ ہمیں اسوقت اتحاد و اتفاق کی پہلے سے زیادہ ضرورت ہے ایک شیعہ مجتہد بھی تعاون فرمارہے ہیں۔ اس وقت اس ملک میں ہماری موت و زیست کا مسئلہ درپیش ہے، یہ مسئلہ آپسمیں پھوٹ، اختلاف اور انتشار پیدا کرنے کا نہیں ہے، جو افراد یا جماعتیں مختلف انداز میں اس بارے میں کام کررہی ہیں انہیں بھی باہم اتفاق اور مل جل کر کام کرنے کی سوچنا چاہئے یہ مسئلہ فروعی اختلافات سے مختلف اور ہمارے بنیادی و اساسی قوانین کی مکمل حفاظت اور انکی بقا کا مسئلہ ہے

اسس وقت یہ بھی ضروری ہے کہ ہر اسٹیٹ، ہر شہر اور ہر دیہات میں بیت المال قائم کئے جائیں، معذوروں اور مطلقہ عورتوں کی جو حقیقت میں محتاج ہوں مدد کیجائے ہر جگہ شرعی دار القضاء قائم کئے جائیں اور عائلی جھگڑوں کو شرعی دار القضاء میں پیش کرکے فیصلے حاصل کئے جائیں، ملت کے درد مند حضرات کے لئے کام کا یہ میدان ہے، بورڈ اپنا ممکنہ تعاون پیش کرسکتا ہے۔

بقیہ رابطہ ص ۹

رابطہ کی جانب سے ایک ہفت روزہ "اخبار العالم الاسلامی" کے نام سے اور دو ماہنامے ایک عربی اور ایک انگریزی میں شائع ہوتے ہیں انکے علاوہ دعوۃ الحق کے عنوان سے کتابوں کی اشاعت کا ایک ماہانہ سلسلہ بھی ہے اس سلسلہ میں جدید اور عصری مسائل و مشکلات پر ماہرین سے کتابیں لکھوا کر شائع کی جاتی ہیں اسی طرح رابطہ دنیا کی اہم زبانوں میں اسلامی کتابیں خرید کر اور فراہم کرکے تقسیم کرتا ہے اور حسب ضرورت بعض اہم کتابیں اپنے خرچ پر بھی شائع کرتا ہے۔

موجودہ زمانہ میں ذرائع ابلاغ کو بڑی اہمیت حاصل ہے رابطہ کو بھی انکو بڑی اہمیت دیتا ہے چنانچہ [illegible] میں رابطہ نے ذرائع ابلاغ اور اسلام، کے نام پر جاکرتا (انڈونیشیا) میں پہلی بین الاقوامی کانفرنس منعقد کی اس سے پہلے ترکی قبرص کے شہر لاداکوشان میں اس سلسلہ کے ابتدائی مشورے ہوئے تھے۔ دونوں اجتماعات میں دنیا کے مسلمان ماہرین ابلاغیات جمع ہوئے انہوں نے مطالعہ و تحقیق اور غور و فکر کے بعد بعض بڑی اہم قرار دادیں اور سفارشات منظور کیں، ان کے اثرات اب تک ظاہر ہورہے ہیں عالم اسلامی کی یونیورسٹیوں میں صحافت کے شعبے قائم ہورہے ہیں ان میں نوجوانوں کو تربیت دی جارہی ہے اسلامی ذہن اور فکر کے حامل اخبارات و رسائل کی تعداد اور معیار میں اضافہ ہورہا ہے اس طرح رابطہ کی طرف سے اسلامی ممالک کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ تمام ذرائع ابلاغ میں اسلامی تعلیمات کا خیال رکھیں اور دعوت اسلامی کے لئے بھی انکو استعمال کرنے کے مواقع فراہم کریں۔

عام مسلمانوں کی ذہنی و فکری تربیت کے لئے اور مسلمانوں کی اسلامی ثقافت کا معیار بہتر اور برتر کرنے کے لئے رابطہ برابر کوشش کرتا رہا ہے حج کے موقع پر مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کا اجتماع ایک اچھا موقع ہے اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے رابطہ کے مرکز میں مختلف دینی موضوعات پر عالم اسلامی کے ممتاز علماء و ماہرین کی تقریروں اور خطبات کا انتظام کیا جاتا ہے دنیا کی اہم زبانوں میں انکے فوری ترجمہ کا انتظام بھی ہوتا ہے اس سے پوری دنیا سے آئے ہوئے حاجی فائدہ اٹھاتے ہیں اسکے علاوہ کسی نہ کسی اہم اسلامی موضوع پر ہر سال سیمینار ہوتا ہے حج کے زمانہ میں خاص طور سے رابطہ کی طرف سے اسلامی کتابیں بڑی تعداد میں تقسیم کی جاتی ہیں۔

نئی نسل کی تعلیم و تربیت کی اہمیت کے پیش نظر مدارس اور طلبہ کی امداد کے لئے ایک مستقل شعبہ قائم کردیا گیا ہے اس کے ذریعہ مدارس کو امداد دی جاتی ہے اور طلبہ کو وظائف دیئے جاتے ہیں ۱۴۰۳ھ ۱۴۰۴ھ کے تعلیمی سال میں طلبہ کو دی جانے والی امداد ۱۵۰۷۰۴۵ ریال تک پہونچ گئی ہے؛ اس میں مزید اضافہ کی کوشش ہورہی ہے، رابطہ کی طرف سے مختلف اسلامی ممالک میں اساتذہ اور مبلغین پہونچ جاتے ہیں غیر مسلم ممالک میں عربی اور اسلامیات کی تعلیم کے لئے اساتذہ مقرر ہیں۔

دنیا کے متعدد ممالک میں رابطہ کے متعدد دفاتر بھی قائم ہیں، جنہیں مقامی حکومتوں نے سرکاری طور پر تسلیم کیا بعض ممالک میں ان دفاتر کو سفارتی تحفظات بھی حاصل ہیں یہ دفاتر مرکزی دفتر کے ساتھ تعاون کرتے ہیں اور اسکے فیصلہ کو بروئے کار لانے اور سرگرمیوں کو تیز اور منظم کرنے میں مدد دیتے ہیں ابتک دنیا میں اس طرح کے تیس دفاتر قائم ہوچکے ہیں، مزید مقامات سے مطالبات آرہے ہیں اور امکان ہے کہ اگلے پانچ سالوں میں اس طرح کے دفاتر کی تعداد ساٹھ تک پہونچ جائے۔

بقیہ ص

لیا گیا ہے، اور اس پر جو اعتراضات کئے گئے ہیں ان کا سلسلہ وار جواب دیا گیا ہے، مؤلف نے ہر اعتراض کو لفظ دھوکہ سے تعبیر کیا ہے، نیز نالش مہدی کی غلط بیانی اور تحریفانہ کوششوں کو اجاگر کیا ہے اور ان کے مبلغ علم کی سطحیت کو پیش کیا ہے، تبلیغی نصاب پر حضرت شیخ مرحوم کی زندگی میں بہت پہلے ایک کتاب "کتب فضائل پر اشکالات اور ان کے جوابات" کے نام سے شائع ہوچکی ہے اس کے بعد اس کی چنداں ضرورت نہ تھی مگر ایک طبقہ کا انداز ازل سے رہا ہے کہ جو کام صحیح طور پر ہورہا ہو اور جس سے عوام کو کچھ فائدہ ہورہا ہو اس کی اہمیت کو کم کیا جائے اور عوام کو فائدہ سے محروم کیا جائے اور ضلالت و بدعات کی راہ پر لے جایا جائے اسی قسم کی ایک کاوش جناب نالش صاحب نے کی ہے، ایسے سرپھرے لوگوں کا جواب بھی ضروری نہیں ہے کیونکہ وہ اس طرح گمنامی سے منظر عام پر آتے ہیں۔

ملنے کا پتہ: خلیل بکڈپو جامع مسجد [illegible] اکولہ، مہاراشٹر۔

برادرانِ وطن ٹھنڈے دل سے سوچیں

سید صباح الدین عبد الرحمٰن صاحب

اجودھیا کی بابری مسجد کا قضیہ جاری ہے، فیض آباد کی ایک زیریں عدالت کے فیصلے سے ہندؤں کا اس پر قبضہ ہوگیا ہے، مسلمانوں نے اس کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل کی ہے اگر یہ مسجد برادران وطن کے قبضہ میں آگئی اور انھوں نے اس کو شہید کرکے مندر بنا دیا تو ان کو محبان وطن کی حیثیت سے بڑے ٹھنڈے دل سے سوچنا ہوگا کہ اس کے بعد انھوں نے کیا کھویا اور پایا۔ کیا اس سے ہندو مذہب کا از سر نو احیا ہو جائے گا؟ کیا ہمارے برادران وطن کے سر تمام دنیا میں اونچے ہوجائیں گے؟ کیا اجودھیا رام چندر جی کی جنم بھومی کی حیثیت سے ایک بار پھر اپنی پرانی عظمت کے ساتھ لوگوں کی نظروں کے سامنے آجائے گا؟ رامائن کے بیان کے مطابق اجودھیا چھیانوے ہزار سال سے آباد ہے، اس طویل مدت میں اس کو دنیا کے بہترین تیرتھ گاہ، بلکہ سیاحوں، زائروں اور تماشائیوں کے لئے جنت نگاہ ہونا چاہئے تھا، مگر یہ شہر جس حال میں ہے وہ دیکھا جا سکتا ہے۔ ہماری حکومت کے بیرونی مہمان اس ملک کے بہت سے قابل دید مقامات کی سیر کرنے کے لئے بھیجے جاتے ہیں، مگر کوئی بیرونی مہمان اجودھیا دیکھنے کے لئے نہیں بھیجا جاتا۔ کیا بابری مسجد اس تیرتھ گاہ تک پہنچنے میں رکاوٹ پیدا کرتی رہی؟ کیا اس کے منہدم ہوجانے کے بعد اجودھیا کو وہ سب کچھ حاصل ہوجائے گا۔ جواب یکسر نہیں ہو سکتا ہے۔

اور اگر ایسا نہ ہو سکا تو یہ سوچنے کی بات کہ اس مسجد کے انہدام سے کیا نہ صرف ہندوستان بلکہ عالم اسلام کے مسلمانوں کی دل آزاری نہ ہوگی، کیا اس سے ہندوستان کی نیک نامی میں اضافہ ہوگا؟ گذشتہ ۳۷ سال قومی یکجہتی، جذباتی ہم آہنگی اور سیکولرزم کی جو تعلیمات دی گئی ہیں، کیا وہ برقرار رہ سکیں گی؟ کیا ہندوستان کے مسلمان یہ سوچنے پر مجبور ہوجائیں گے کہ جب ان کی عبادت گاہیں محفوظ نہیں ہیں تو ان کا وجود کیسے محفوظ رہ سکے گا؟

قومی بہاؤ کا تقاضہ یہ ہے کہ ملک اکثریت اپنی اقلیتوں کے دلوں کو اپنی رواداری، فراخدلی، وسیع قلبی بلکہ جھک کر تسخیر کرے، نہ کہ اپنے اقتدار اور حکومت کے زعم میں ان کو آزردہ، دلگیر اور غیر مطمئن رکھے۔ قومی بہاؤ اور حب الوطنی کے لئے یہ بھی ضروری نہیں کہ ہر چیز میں یکسانیت پیدا کی جائے، سکھوں نے تہذیبی اور تمدنی حیثیت سے وہ ساری چیزیں اختیار کرلی تھیں جو آج کل کے قومی بہاؤ کے علم بردار چاہتے ہیں، مگر وہاں جو کچھ ہورہا ہے اس سے سبق سیکھا جا سکتا ہے۔

اور اگر بابری مسجد کا قضیہ صرف اس لئے اٹھایا گیا ہے کہ یہ ظاہر کیا جائے کہ مسلمان اپنے دور حکومت میں صرف مندروں کو منہدم کرتے رہے تو یہ لکھنے میں بالکل تامل نہیں کہ ہندوستانی سیاست دانوں کا نہیں بلکہ مورخوں کا ایک کمیشن مقرر کیا جائے جو یہ جائزہ لے کہ ہندوستان میں جب سے مسلمان آئے اس وقت سے اب تک مسلمانوں نے کتنے مندر منہدم کئے اور ہندؤں نے کتنی مسجدیں شہید کیں۔ دونوں کے اعداد و شمار سے یہ فیصلہ ہوجائے گا کہ کون زیادہ قصور وار ہے۔

اب تو صاف اور غیر متعصب ذہن رکھنے والے ہندو مورخین اس کا اعتراف کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی حکومت کے زمانہ میں جو مندر منہدم کئے گئے وہ یا تو سرکشی کے مرکز یا معصیت کے اڈے تھے، ڈاکٹر ایشوری ٹوپا اپنی کتاب پالی ٹکس ان پری موغل ٹائمس میں لکھا ہے کہ فیروز شاہ تغلق کے زمانے میں بعض مندر بداخلاقی کے اڈے تھے ان کے میلوں میں ہندو مسلمان دونوں شریک ہوتے تھے، عورتیں بھی وہاں آتی تھیں، اس لئے مندر عبادت گاہ کے بجائے شہوت کے مرکز بن گئے تھے فیروز شاہ تغلق نے اسلامی اور اخلاقی جذبے کے ماتحت ان مخرب اخلاق اڈوں کو منہدم کرادیا، یہ ایک الگ سوال ہے کہ فیروز شاہ کو عوام کی بداخلاقی دور کرنے کا حق تھا یا نہیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ فیروز شاہ نے جو کچھ کیا اس میں مذہبی جنون کو دخل نہ تھا بلکہ عوام کے اخلاق کو سنوارنے کے لئے ایسا کیا، اگر اس میں مندر کو انہدام کرنے کا جذبہ ہوتا تو ہندوستان کے سارے مندروں کو برباد کرادیتا۔ لیکن اس نے ایسا نہیں کیا، ذمیوں کے حقوق کی بنا پر تمام مندر محفوظ رہے (ص ۳۴۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں غیر مسلموں نے آپ کی مملکت میں اگر آپ کی حکومت تسلیم کرلی تھی تو ان کو آپ نے یہ حقوق دیئے تھے کہ ان کی جان ان کا مذہب ان کی زمین ان کے اموال ان کے حاضر و غائب ان کے قافلے ان کے سفراء ان کی مورتیں، اللہ کی امانت اور اس کے رسول کی ضمانت میں ہیں، ان کی موجودہ حالت میں کوئی تغیر نہ کیا جائے گا۔ اور نہ ان کے حقوق میں سے کسی حق میں دست اندازی کی جائے گی اور نہ ان کی مورتیں بگاڑی جائیں گی۔ کوئی اسقف اپنی اسقفیت، کوئی راہب اپنی رہبانیت، کلیسا کا کوئی منتظم اپنے عہدہ سے نہ ہٹایا جائے گا جو بھی کم یا زیادہ ان کے قبضہ میں ہے اسی طرح رہے گا، اس کے زمانہ جاہلیت کے کسی جرم یا خون کا بدلہ نہ لیا جائے گا۔ ان سے فوجی خدمت نہ لی جائے گی، اور نہ ان پر عشر لگایا جائے گا، اور نہ اسلامی فوج ان کی زمین کو پامال کرے گی۔ ان میں جو شخص اپنے کسی حق کا مطالبہ کرے گا اس کے ساتھ انصاف کیا جائے گا۔ (فتوح البلدان بلاذری ص ۷۱ مطبوعہ مصر، رحمت عالم مطبوعہ دار المصنفین ۳۸ – ۳۴۷) اسی پر صحابہ کرام کا عمل رہا، اور اگر تعصب کی عینک اتار کر ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں کے عہد کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہی روایت سندھ میں محمد بن قاسم کی آمد سے بہادر شاہ ظفر تک کے عہد تک قائم رہی، اگر اسلام کی ان تعلیمات کی کہیں اور کسی زمانے میں کسی سے خلاف ورزی ہوئی تو اسلامی نقطہ نظر سے اس سے جرم کا ارتکاب ہوا۔

ہاں اس کی مثالیں ضرور ملیں گی کہ ہندوستان میں کچھ مندر مسلمانوں کے عہد میں منہدم کئے گئے، مگر اس لئے نہیں کہ یہ ہندؤں کی عبادت گاہیں تھیں، بلکہ اس کے اسباب کچھ اور تھے۔ جن کا تجزیہ غیر متعصبانہ انداز سے کرنے کی ضرورت ہے، اورنگ زیب مندر شکنی کا سب سے بڑا مجرم قرار دیا جاتا ہے، برطانوی حکومت کے اشارہ سے جدو ناتھ سرکار نے اورنگ زیب پر جو پانچ جلدیں لکھی ہیں ان میں ان کی مندر شکنی کی تفصیل پورے زور بیان کے ساتھ لکھی ہے کہ اپنی شہزادگی اور بادشاہت کے زمانہ میں سارے بیجاپور، حیدرآباد اور اورنگ آباد کے [illegible]، سومناتھ، بنارس کے وشوناتھ، متھرا کے کیشو رائے مندر اور اجین کے مندر کو منہدم کرایا، ان کی گنتی کی جائے تو ان کی تعداد سات آٹھ سے زیادہ نہیں ہوتی، ان مندروں کے انہدام کا ذکر جدو ناتھ سرکار اس طرح کرتے ہیں۔ جیسے اورنگ زیب پورے ہندوستان کے مندروں کو منہدم کرنے کا تہیہ کئے ہوئے تھا۔ مگر اس نے اپنی راجدھانی آگرہ اور دہلی کے کسی مندر کو منہدم نہیں کیا حیرت تو یہ پڑھ کر ہوتی ہے کہ وہ پچیس برس تک دکن میں رہا، وہاں اجنتا اور الورہ ہے جو اس کی آخری آرام گاہ سے میل دو میل پر واقع ہیں۔ ان کو اس نے مسمار نہیں کیا بلکہ اس کا درباری مورخ یعنی مآثر عالمگیری کا مصنف ان کو نظر فریب سیرگاہیں کہہ کر ان کی تعریف کرتا ہے۔ (مآثر عالمگیری ص ۲۳۸)

اورنگ زیب نے جن مندروں کو منہدم کیا، اس کے اسباب کے تجزیہ کرنے کی ضرورت ہے، ڈاکٹر بی این پانڈے آج کل اڑیسہ کے گورنر ہیں، ان کی نظر ہندوستان کی تاریخ پر بڑی گہری ہے، اورنگ زیب نے بلاشبہ وارانسی کے وشوناتھ مندر کو منہدم کرایا، اس انہدام کی نوعیت کی وضاحت جناب بی این پانڈے نے ۲۷ جولائی ۱۹۷۷ء میں راجیہ سبھا کی ایک تقریر میں اس طرح کی کہ اورنگ زیب بنگال جا رہا تھا تو وارانسی کے پاس سے بھی گذرا اس کے جلو میں ہندو راجے بھی تھے، انھوں نے اورنگ زیب سے درخواست کی کہ یہاں ایک روز قیام کیا جائے تاکہ ان کی رانیاں وارانسی جاکر گنگا میں اشنان اور وشوناتھ جی کی پوجا کرسکیں۔ فوجی کیمپ سے وارانسی پانچ میل دور تھا۔ اورنگ زیب کے حکم سے فوج متعین کردی گئی، رانیاں پالکیوں میں روانہ ہوئیں، انھوں نے گنگا میں اشنان کیا اور وشوناتھ مندر میں پوجا کے لئے گئیں اور رانیاں واپس آگئیں مگر کچھ کی مہارانی لاپتہ تھی، ہر طرف اس کی تلاش ہوئی کہیں نہ ملی۔ اس گمشدگی پر اورنگ زیب بہت برہم ہوا۔ اس نے مہارانی کی تلاش میں اپنے اونچے عہدیداروں کو مندر کے اندر بھیجا، انھوں نے دیکھا کہ اس میں گنیش جی کی مورتی دیوار میں نصب ہے لیکن اس میں حرکت ہوتی رہتی ہے، یہ مورتی اپنی جگہ سے ہٹائی گئی تو اس کے نیچے زینے ایک تہ خانے کے اندر جاتے تھے، لوگوں کے تعجب کی انتہا نہ رہی جب انھوں نے مہارانی کو اس تہ خانہ میں پایا۔ اس کی عصمت ریزی ہو چکی تھی اور وہ رو رہی تھی، راجاؤں نے اورنگ زیب سے فریاد کی، بڑا اہم مسئلہ تھا اورنگ زیب نے حکم دیا کہ یہ پوتر استھان ناپاک کردیا گیا ہے

دھونا تھ کی مورتی کہیں اور منتقل کردی جائے، لیکن مندر مسمار کردیا جائے، اور مہنت کو گرفتار کرکے سزا دی جائے۔ ڈاکٹر پٹابی سیتہ رامیہ نے اپنی مشہور کتاب دی فیدرس اینڈ اسٹونس میں اس واقعہ کو پوری تفصیل کے ساتھ لکھا ہے، اور ڈاکٹر بی۔ ایل گپتا نے بھی جو پٹنہ میوزیم میں کیوریٹر رہ چکے ہیں اس واقعہ کو دہرایا ہے۔ راجیہ سبھا کی ایک تقریر میں جناب بی ان پانڈے نے یہ بھی کہا کہ ڈاکٹر سر تیج بہادر سپرو کے مشورے سے میں نے مختلف اہم مندروں کے مہنتوں کو خطوط لکھے کہ اگر اورنگ زیب نے ان کے مندروں کو کچھ جاگیریں دی ہیں تو ان کے فرامین کی فوٹو اسٹیٹ کاپیاں میرے پاس بھیج دی جائیں۔ میرے تعجب کی انتہا نہ رہی جب مہاکلیشور اجین، بالاجی مندر، چترکوٹ، اومانند گوہاٹی، شتر رنجی کے جین مندروں اور اسی طرح شمالی ہند کے دوسرے مندروں اور گردواروں کی طرف سے مجھ کو ایسے فرامین کی نقلیں ملیں جو ١٠٦٥ھ یعنی ١٦٥٩ء سے لے کر ١٠٩١ھ یعنی ١٦٨٠ء تک جاری کئے گئے تھے۔ اگر اور تلاش و جستجو کی جائے تو مجھکو یقین ہے کہ اور بھی بہت سی ایسی مثالیں ملیں گی پھر اندازہ ہوگا کہ غیر مسلموں کے ساتھ اورنگ زیب کا سلوک کیسا کریمانہ رہا۔

خود ڈاکٹر راجندر پرشاد نے اپنی کتاب انڈیا ڈیوائڈڈ میں لکھا ہے کہ الٰہ آباد میں اورنگ زیب کے دو ایسے فرامین ہیں جو مشہور مندر مہیشور ناتھ کے پجاریوں کو اس نے عطا کئے۔ گورکھپور کے جنن چندر دگیان چندر نے اپنی فراخ دلی اور محنت سے اورنگ زیب کی تقریباً دو درجن ایسی دستاویزیں جمع کی ہیں جو اس نے ہندوستان کے مختلف مندروں اور پجاریوں کے لئے جاری کیں ان پر انھوں نے ایک طویل مضمون بھی لکھا ہے جو ١٩٥٩ء کے پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی جرنل میں شائع ہوا، اس کو راقم نے اپنی کتاب مسلمان حکمرانوں کی مذہبی رواداری جلد سوم ص ١٥٠ تا ١٨٠ میں بھی شائع کردیا ہے۔ مگر ان تمام حقائق کے باوجود انگریزوں نے جو یہ سبق پڑھایا تھا کہ اورنگ زیب بلکہ ہندوستان کے تمام مسلمان حکمران ہندو کش، ظالم اور ستمگر تھے، اسی کی رٹ اب تک لگائی جارہی ہے، بابری مسجد کا قضیہ اسی ہندو کشی، ظلم اور ستمگری کے خلاف انتہا پسند ہندوؤں کی ایک مہم ہے جس کے لئے تاریخ کے واقعات کو توڑ موڑ کر پیش کرنے میں بڑی مہارت دکھائی جارہی ہے۔

اب یہ مہم چلائی جارہی ہے تو پھر اس کی طرف بھی توجہ مبذول ہونی چاہئے کہ خود ہندوؤں نے کتنی مسجدیں شہید کیں، جہانگیر اور شاہ جہاں کے عروج کے زمانے میں گجرات میں ہندوؤں نے جابجا مسجدوں کو توڑ کر ان کی جگہوں پر اپنے گھر بنالئے تھے (بادشاہ نامہ از عبدالحمید لاہوری۔ جلد دوم ص ٥٨) علی عادل شاہ نے ٩٧٢ھ میں بیجانگر کے راجہ رام راج کو نظام شاہ بحری کے خلاف اپنی مدد کے لئے بلایا تو رام راج نے علی عادل شاہ کے قلمرو کی تمام مسجدیں جلادیں (تاریخ فرشتہ جلد دوم ص ٣٦) خود جدو ناتھ سرکار نے اعتراف کیا ہے کہ اورنگ زیب کے زمانے میں ست نامیوں نے نارنول کو لوٹ کر اس کی تمام مسجدیں منہدم کردیں (ہسٹری آف اورنگ زیب جلد ٢ ص ٢٩٦) اورنگ زیب ہی کے عہد میں کنور بھیم سنگھ نے گجرات میں تین سو مسجدوں کو جلادیا۔ (دھرم دیو ص ١٢٤، اورنگ زیب از ظہیر الدین فاروقی ص ١٣٢) شیواجی نے افضل خاں کے خلاف مہم میں بھیونڈی اور کلیان کی مسجدوں کو برباد کیا۔ (فاروقی ص ١٣٢) اورنگ زیب کے جانشین بہادر شاہ اول کی وفات کے بعد جودھپور کے راجہ جسونت سنگھ کے لڑکے اجیت سنگھ نے جودھپور کی مسجدیں شہید کرکے ان کی جگہوں پر مندر بنوائے (منتخب اللباب از خافی خاں جلد دوم ص ٦٣٣) سکھوں نے اپنی حکومت کے زمانے میں جو ہزاروں مسجدیں برباد کیں اسکی داستان علیحدہ ہے (تاریخ لاہور از کنہیالال کپور ص ١٥١ و ٣٥١) ١٩٤٧ء کے بعد ہندوستان میں مسجدوں کی جو بے حرمتی اور بربادی کی گئی، اس کی المناکی اب بھی آنکھوں سے دیکھی جاسکتی ہے۔ ١٩٧٦ء میں حکومت ہند نے برنی کمیٹی مقرر کی تھی، اس کی رپورٹ سے معلوم ہوا کہ اس وقت تک صرف دہلی کی تقریباً ٧٠ مسجدیں ایسی تھیں جن کے تصرف سے مسلمان محروم تھے۔ ان پر یا تو حکومت یا ہندوؤں کا قبضہ تھا اور اب تک وہ واگذاشت نہیں ہوسکی ہیں۔ دہلی مسلمان بادشاہوں کا پایۂ دارالسلطنت رہا لیکن کسی مستند حوالے سے یہ ثابت نہیں کیا جاسکتا کہ یہاں ایک سو چھتر مندروں کے تصرف سے ہندو محروم کردیئے گئے تھے۔ ١٩٧٩ء میں مغربی بنگال اسمبلی میں ایک سوال کے جواب میں بتایا گیا کہ صرف کلکتہ میں ٥٩ مسجدیں ایسی ہیں جن کے قبضے سے مسلمان نہ صرف محروم ہیں بلکہ ان پر ہندوؤں کا تصرف ہے اور بعض مسجدوں کو گودام بنا لیا جاتا ہے، ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں کی کسی تاریخ سے یہ پتہ نہیں چلایا جاسکتا ہے کہ صرف ایک شہر میں ٥٩ مندروں کی ایسی بے حرمتی کی گئی۔ اور اخباروں میں برابر ذکر آرہا ہے کہ دہلی سے پاکستان کی سرحد تک ٩ ہزار مسجدیں ایسی ہیں جو غیر مسلموں کے تسلط میں ہیں۔

بابری مسجد کی غلط اور گمراہ کن تاریخ پیش کرکے ہندوؤں کے جذبات مشتعل کئے گئے اور کئے جارہے ہیں۔ موجودہ دور میں مسلمان اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ ان کی عبادت گاہوں کے ساتھ کیا کچھ نہیں کیا جارہا ہے، پھر بھی ان سے ملک کے ساتھ وفاداری اور قومی بہاؤ کے ساتھ چلنے کا مطالبہ جاری ہے۔ اب دیکھنا ہے کہ بابری مسجد کا جو قضیہ کھڑا کردیا گیا ہے اس میں مذہبی تعصب اور انتہا پسند ہندوؤں کی ہٹ کی فتح ہوگی، یا حکومت ملک کی خیر خواہی اور دوستی میں صحیح اور دانشمندانہ قدم اٹھاکر اپنے تدبر، دوراندیشی اور انجام بینی کا ثبوت دے گی، نہ صرف حکومت بلکہ پورے ہندوستان کو سوچنا ہے کہ بابری مسجد کو توڑ کر یہاں کے ١٢ کروڑ مسلمانوں کے دلوں کو توڑا جائے گا، یا جوڑا جائے گا ———

فضیلت علم

اسلام میں حصول علم کی اہمیت و فضیلت اس بات سے بخوبی جانی جا سکتی ہے کہ سب سے پہلی وحی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اس کا پہلا لفظ "اقرأ" یعنی پڑھ ہے۔ ہمارے عظیم رب کا سب سے بڑا احسان یہ علم ہی ہے جو اس نے دین اسلام کی شکل میں مسلمان قوم کے لئے اتارا، اس علم سے غفلت ہماری بہت بڑی بدنصیبی ہے کیونکہ اللہ کے بھیجے ہوئے علم کے سوا کوئی ایسا ذریعہ نہیں جس سے انسان حقیقت کو پاسکے۔ دنیاوی زندگی تو بغیر علم کامیابی سے گذر ہی سکتی ہے لیکن اخروی کامیابی کا کوئی امکان نہیں مگر یہ کہ علم دین کی رہنمائی میں چل [illegible] ہمارے رب نے بڑے عظیم درجے مقرر کر رکھے ہیں قرآن میں فرمایا: تم میں سے جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور جن کو دین کا علم بخشا گیا ہے اللہ ان کو بلند درجات عطا فرمائے گا۔ [illegible] ایمان کے ساتھ علم ہی بہترین اعمال کی بنیاد ہے جس کے باعث انسان فرشتے کے بلند مقام کو پاسکتا ہے۔ حدیث رسول ہے: علم سیکھنے والے کی [illegible]

بمبئی میں
خالص گھی اور میوہ جات سے بھرپور
مٹھائیاں اور حلویات
عمدہ و لذیذ
سلیمانی افلاطون
اس کے علاوہ خصوصی پیشکش
ڈرائی فروٹ برفی
ملک کیک • قلاقند • ملائی • برفی • کوکو ملائی برفی
ہر قسم کے تازہ و خستہ
بسکٹ
اور
نان خطائیاں
خریدنے کا قابل اعتماد مرکز
سلیمان عثمان مٹھائی والے
مینارہ مسجد کے پیچھے، بمبئی
فون 320059
برانچ:- ٣٣- محمد علی روڈ، بمبئی - ٣

رابطہ عالم اسلامی

مقاصد — سرگرمیاں — خدمات

نور عظیم ندوی

مسلمانان عالم کی مشہور، دعوتی، ثقافتی اور رفاہی تنظیم "رابطہ عالم اسلامی" کی مجلس تاسیسی کا ستائیسواں سالانہ اجلاس منیٰ کے مقدس اور بابرکت میدان میں منعقد ہوا۔ رجب کے پہلے ہفتہ میں منعقد ہونے والے اس اجلاس میں پورے عالم اسلامی اور ان ممالک کے نمائندے شریک ہوئے جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں، ہندوستان سے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اپنے رفقاء کے ساتھ شریک ہوئے، مجلس تاسیسی کے ان سالانہ اجتماعات میں رابطہ کے گزشتہ فیصلوں، اقدامات اور خدمات کا جائزہ لیا جاتا ہے، پوری دنیا میں پھیلے ہوئے مسلمانوں کی مشکلات و مسائل کے حل تلاش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور آئندہ کے لائحہ عمل پر غور ہوتا ہے۔

رابطہ عالمی اسلامی مسلمانوں کی غیر سرکاری، عوامی تنظیم ہے اور دنیا کے مختلف ملکوں اور علاقوں میں پھیلے ہوئے مسلمانوں کے درد و غم رابطہ کے درد و غم ہیں، یہ تنظیم پوری دنیا کے مسلمانوں کے مسائل و مشکلات سے دلچسپی رکھتی ہے انہیں حل کرنے میں ہر ممکن امداد اور آسانیاں فراہم کرتی ہے۔ اس کا دائرۂ کار اپنی وسعت میں پوری دنیا کو سمیٹے ہوئے ہے۔ اور کام کی نوعیت اسکی قسمیں بھی مختلف اور متنوع ہیں، رابطہ عالم اسلامی کے جنرل سکریٹری ڈاکٹر عبداللہ عمر نصیف نے اپنے حالیہ انٹرویو میں رابطہ کے اغراض و مقاصد، مختلف سرگرمیوں اور خدمات کا مختصر تذکرہ کیا ہے

مندرجہ ذیل تفصیلات و معلومات رابطہ کے ترجمان ہفت روزہ اخبار "العالم الاسلامی" میں شائع ہونے والے اس انٹرویو میں دیئے گئے معلومات پر مبنی ہیں

رابطہ عالم اسلام کا قیام ١٣٨٢ھ میں عمل میں آیا، پوری دنیا کے مسلمانوں کے نمائندہ، علمائے کرام اور مسلم مفکرین و قائدین نے اس تنظیم کے جو اہداف اور اس کے جو فرائض متعین کئے تھے، ادارہ ان اہداف کی تکمیل اور فرائض کی ادائیگی کے لئے کوشاں رہا ہے، ان اغراض و مقاصد یا اہداف کو ہم ان نکات میں بیان کرسکتے ہیں۔ اسلامی دعوت کی نشر و اشاعت، دعوت اسلامی کے سلسلہ میں کی جانیوالی جدوجہد میں باہمی ربط و تعاون کی تلاش، دنیا کے ہر حصہ میں بسنے والے مسلمانوں کے حالات اور انکے مسائل و مشکلات کا مطالعہ اور انکی ہر ممکن امداد، اسلامی کتابوں کی نشر و اشاعت، نئی نسل کی دینی تعلیم و تربیت کے لئے مدارس اور تربیتی اداروں کا قیام، اسلامی کتب خانوں اور مراکز مطالعہ کا قیام اور ان کی امداد، مساجد کی اصلاح و تعمیر، ثقافتی و علمی مراکز کا قیام اور وہاں ماہرین کے خطبات اور اسلامی ثقافت کی اشاعت کے لئے دیگر ذرائع و اسباب کی فراہمی، شفاخانوں اور طبی امداد کے مراکز کا قیام، قرآن مجید کی تقسیم، مسلمانوں میں مسیحیت کی تبلیغ کی روک تھام، اعدائے اسلام کے خلاف مسلمانوں کی جدوجہد میں ہر ممکن امداد و تعاون اور اس قسم کی منتشر کوششوں کو باہم مربوط و منظم کرنے کی کوشش۔

مکہ مکرمہ مسلمانوں کا قبلہ ہے ان کی محبت و عقیدہ کا مرکز ہے، ہر سال لاکھوں مسلمان یہاں جمع ہوتے ہیں، اور باہمی ملاقات، تعارف اور تعاون کے مواقع ملتے ہیں، رابطہ عالم اسلامی جن مقاصد کے لئے قائم کیا گیا انکے لئے روئے زمین پر مناسب ترین جگہ یہی مقدس و بابرکت شہر ہوسکتا ہے اسی جگہ حرم شریف کے زیر سایہ رابطہ کا مرکزی دفتر قائم کیا گیا۔

رابطہ کی مجلس تاسیسی میں اس وقت پورے عالم اسلامی کے ساٹھ (٦٠) سے اوپر علماء، مفکرین اور قائدین شامل ہیں۔ اور جنرل سکریٹری کی تجویز اور مجلس کی منظوری سے اسمیں اضافہ کی بھی گنجائش ہے تاکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کی نمائندگی مکمل ہوسکے اس وقت جن ملکوں کے نمائندے اس مجلس میں شامل ہیں انکی تفصیل یہ ہے

١- اردن ٢- افغانستان ٣- متحدہ عرب امارات
٤- انڈونیشیا ٥- یوگنڈا۔
٦- پاکستان ٧- بحرین ٨- بنگلہ دیش
٩- ترکی ١٠- چاڈ ١١- تونس
١٢- گیمبیا ١٣- الجزائر ١٤- سری لنکا
١٥- سعودی عرب ١٦- سوڈان ١٧- سینیگال
١٨- شام ١٩- عراق ٢٠- گیانا
٢١- فلپائن ٢٢- فلسطین ٢٣- اپر وولٹا
٢٤- قبرص ٢٥- قطر ٢٦- کامیرون
٢٧- کویت ٢٨- لبنان ٢٩- لیبیا
٣٠- مالی ٣١- ملیشیا ٣٢- مصر
٣٣- مراکش ٣٤- موریتانیا ٣٥- ہندوستان
٣٦- نیپال ٣٧- نیجر ٣٨- نائجیریا
٣٩- شمالی یمن۔

رابطہ عالم اسلامی کو کئی بین الاقوامی اداروں مثلاً: اقوام متحدہ، غیر جانبدار ممالک کی تنظیم، عرب لیگ، اسلامی ممالک کی تنظیم میں مشاورتی حیثیت حاصل ہے۔

رابطہ کی سرگرمیوں کو وسعت دینے اور انکو منظم کرنے کے لئے براعظمی کمیٹیاں اور مجالس بھی قائم کی گئی ہیں، ١٣٩٦ھ میں موریتانیا کے دارالسلطنت نواکشوط میں منعقد افریقی اسلامی کانفرنس کے فیصلہ کے مطابق رابطہ کی طرف سے افریقی اسلامی رابطہ کمیٹی سینیگال کی راجدھانی داکار میں بنائی گئی، شمالی امریکہ کے لئے امریکہ میں مجلس اسلامی کی تشکیل کی گئی اور جنوبی امریکہ اور کاریبی جزیروں کے لئے ١٣٩٧ھ میں ایک مجلس قائم ہوئی، ایشیائی ممالک کے لئے کراچی پاکستان میں ١٣٩٨ھ میں مجلس کی تشکیل عمل میں آئی، پھر جنوب مشرقی ایشیاء کیلئے، دعوت اسلامی کانفرنس ملیشیا کی راجدھانی کوالالمپور میں ہوئی، اس کا مقصد بھی یہی تھا کہ جنوب مشرقی ایشیاء کے لئے بھی ایک دعوتی مجلس بنادی جائے۔

دعوت اسلامی ایک اہم فریضہ ہے ساتھ ہی یہ ایک مشکل کام بھی ہے اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے مناسب تیاری ضروری ہے۔ رابطہ عالم اسلامی کے سکریٹریٹ نے یہ ضروری سمجھا کہ دعوت اسلامی کا کام کرنے والوں کو مناسب ڈھنگ سے ترتیب دی جائے تاکہ وہ تبلیغ دین کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے اہل ہوسکیں۔ اور اعدائے اسلام کی طرف سے اسلام کے بارے میں جو شکوک و شبہات پھیلائے جارہے ہیں اور اس پر جو اعتراضات کئے جارہے ہیں انکا صحیح و مناسب جواب دے سکیں انہیں اغراض کے پیش نظر ١٣٩٤ھ میں مکہ مکرمہ میں اماموں اور مبلغین کی تربیت کے لئے ایک مرکز قائم کیا گیا، اس سے اب تک پانچ جماعتیں تربیت لے کر نکل چکی ہیں، پہلی جماعت میں صرف سعودی عرب کے لئے اماموں کو تربیت دی گئی، اس میں ٣٢٥ اماموں نے تربیت حاصل کی جو ملک کی مختلف مساجد میں خدمات انجام دے رہے ہیں، دوسری جماعت بھی سعودی افراد پر مشتمل تھی، اس میں ٤٥ افراد شریک ہوئے تیسری جماعت میں مختلف اسلامی ممالک کے وہ طلبہ شریک ہوئے جو سعودی عرب کی یونیورسٹیوں سے اپنی تعلیم مکمل کرکے نکلے تھے۔ انکی تعداد ٢٥ تھی، چوتھی اور پانچویں جماعت میں بھی سعودی یونیورسٹیوں سے فارغ مختلف ممالک کے طلبہ شریک ہوئے چوتھی جماعت میں ٤٠ اور پانچویں میں ٥٢ طلبہ نے تربیت حاصل کی۔ اس وقت جو جماعت زیر تربیت ہے اسمیں ٥٠ طلبہ شریک ہیں ان طلبہ کے قیام و طعام، علاج معالجہ اور دیگر ضروری اخراجات و مصارف رابطہ کی طرف سے فراہم کئے گئے درسی کتابوں کے علاوہ حدیث، تفسیر، فقہ اور عقائد و کلام کی اہم کتابیں بھی انکے لئے مہیا کی گئیں، اس مرکز میں تعلیم و تربیت کے لئے ام القریٰ یونیورسٹی مکہ مکرمہ اور دوسری یونیورسٹیوں کے اساتذہ اور انکے علاوہ دیگر ماہرین کی خدمات حاصل کی گئیں۔ اس مرکز کو ایک مستقل ادارہ کی شکل دینے کا فیصلہ ہوگیا ہے، اس کی کوشش جاری ہے۔

اس مرکز کے علاوہ رابطہ کی طرف سے دنیا کے مختلف ممالک میں دعوتی کیمپ لگائے جاتے ہیں اسمیں مقامی مسلمانوں کا تعلیم یافتہ طبقہ شریک ہوتا ہے ان میں علمائے دین بھی ہوتے ہیں، انجینئر اور ڈاکٹر بھی، اور دوسرے شعبوں سے تعلق رکھنے والے بھی، ان کے اندر اسلامی روح کو پروان چڑھانے اور دینی و دعوتی ثقافت کو ترقی دینے کی کوشش کی جاتی ہے، اور عصر حاضر کے خطرات اور دشمنان اسلام کے مکائد سے آگاہ کیا جاتا ہے، دعوت اسلامی کے سلسلے میں اسکو بھی شمار کیا جاسکتا ہے کہ غربت و افلاس اور یا جنگی آفات و مصائب کے شکار، مصیبت زدہ مسلمانوں کی رابطہ نے اپنے امکانات کی حد تک بھرپور مدد کی ہے

بقیہ

ہندوستانی مسلمان اور تعلیم

مولوی محمد ارشد ندوی

آج ہندوستان میں مسلمان بڑے نازک اور خطرناک دور سے گزر رہا ہے قدم قدم پر مشکلات، اندیشے اور خطرات لاحق ہیں۔ تعلیم ہو کہ تجارت، سیاست ہو کہ اقتصاد ہر جگہ وہ نہایت پچھڑا ہوا مارا ہوا دکھائی دیتا ہے اس لئے مدارس، تعلیمی ادارے، ثقافتی انجمنیں، اندرونی و بیرونی انتشار اور زبوں حالی کا شکار ہیں۔

ان مسائل کا سبب ظاہر ہے کہ کسی ایک چیز کو نہیں قرار دیا جا سکتا بلکہ بہت سے اسباب اس زوال و انحطاط کے پیچھے کارفرما ہیں، ان سب کا احاطہ کسی ایک مقالہ میں مشکل ہے، میں اس وقت ایک ایک بڑے داخلی دانست میں سبب کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

آج کی دنیا علم، معلومات، ایجادات و اختراعات کی دنیا ہے، آج ہر لمحہ خوب سے خوب تر کی فکر کی جاتی ہے۔ ہر روز نئی نئی ایجادات سے دنیا آشنا ہوتی ہے، ہر ملک ہر قوم ایجاد و انکشاف کی اس دوڑ میں سب سے آگے نکل جانے کی فکر میں سرگرداں ہے، آج فضا کو مسخر کرنے اور اسے اپنی مفادات میں استعمال کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ خلائی تجربات، اسٹار وار پروگرام کامیابی کے مراحل سے گزر رہے ہیں، آج کی اس دنیا میں ایک ایک لمحہ قیمتی، ایک ایک پل بیش بہا اور نہایت گراں قدر ہے، کوئی قوم اگر ذرا بھی غافل ہوئی تو کاروان زندگی اور قافلۂ ترقی سے ہزاروں میل پیچھے رہ جائے گی اور علم و سائنس کا کاروان تیز رو انہیں کچلتے ہوئے آگے نکل جائے گا، کسی شاعر نے بہت پہلے کہا تھا کہ ذرا دیر غفلت کے نتیجہ میں سو سال پیچھے رہ گیا۔

یک لحظہ غافل گشتم و صد سالہ راہم دور شد

تو آج جبکہ زمانہ کی رفتار بہت تیز ہو گئی ہے اور ہماری غفلت ایک لمحہ کی نہیں بلکہ ایک مدت دراز کی ہے ہم کتنے پیچھے ہوں گے۔

ایسے وقت میں جب ہم ہندوستان کی امت مسلمہ پر نظر ڈالتے ہیں تو ہم حیرت و استعجاب اور بے چینی و اضطراب کے ایسے ملے جلے احساسات سے دوچار ہوتے ہیں، جس سے نکلنا آسان نہیں ہوتا ایسا لگتا ہے کہ قدرت کے آئین مسلم نے ہمارے لئے قعر مذلت، پستی و انحطاط کا ہی فیصلہ کر دیا اور کیوں نہ ہو کہ ہم نے خود ہی اس زوال کے اسباب اختیار کر رکھے ہیں۔

ایک نظر تو ڈالئے مسلم معاشرہ پر مسلم نوجوان ہوٹلوں، ریستورانوں میں اپنے اوقات ضائع کر رہے ہیں، بیشتر مسلم بچے مدارس و اسکول جاتے ہی نہیں اور اگر جاتے ہیں تو محنت سے پڑھتے نہیں، انکے زیادہ وقت کھیل کے میدانوں میں صرف ہوتے ہیں۔ گندگی، بے سلیقگی، جہالت، اکھڑپن، ذرا ذرا سی بات پر لڑائی مسلم معاشرہ کی علامت بن گئے ہیں۔ شرافت، اخلاقی قدریں، رواداری، رکھ رکھاؤ، علمی انہماک مقصد سے عشق کی حد تک لگاؤ جیسی چیزیں عنقا ہو گئی ہیں۔ مسلم خواتین ناخواندہ دینی و دنیوی معلومات سے بے بہرہ، پرورش و تربیت کے اصولوں سے ناواقف، صفائی، انتظام حسن سلوک سے ناآشنا ہیں (کچھ مستثنیات ضرور ہیں لیکن عام اور اکثریت کا خیال ہے)

برادران اسلام میں جہالت و ناخواندگی کا یہ عالم کہ اچھے اچھے گھرانے کے لوگ بھی بالکل ابتدائی تعلیم سے بھی ناواقف صحیح اردو لکھنے اور بولنے کی صلاحیت سے بھی کورے، چہ جائیکہ ملک کی دوسری زبانوں پر عبور رکھیں اور ان سب خامیوں کے سوا طرہ یہ کہ ان میں جذبۂ مخاصمت اپنے عروج پر، اشتعال کا کوہ آتش فشاں پھٹنے کے لئے ہر وقت تیار، اپنے ہی بھائی کو برا بھلا کہنے، صاحب وقار کی آبروریزی کرنے پر ہر لمحہ آمادہ، ظاہر ہے کہ یہ بیماریاں ہیں جو امت کے تن ضعیف کو بالکل ہی کھوکھلا کر دیں گی۔

ہمارے قائدین بھی جلبی پہلوؤں سے کام کرتے ہیں، مثبت کام کرنے سے گریزاں نعرہ بازی پر قانع، اور طویل جد و جہد سے گھبراتے ہیں

ایسے حال میں امت کے اصلاح کی اگر فکر نہ کی گئی انہیں علم کی شائستگی و وقار اگر نہ عطا کیا گیا تو ڈر ہے کہ ان کا ملی وجود اور دینی تشخص بھی خطرے میں پڑ جائے۔

ایسے میں ملت کے لئے تین کام نہایت اہم ہیں، جن سے بہت کچھ وہ اپنی اصلاح کر سکتے ہیں۔

۱. تعلیم :- دینی و عصری تعلیم، ایک طرف کچھ لوگ علوم دینیہ میں اختصاص کریں تو دوسری طرف ایک بڑا طبقہ عصری علوم کی نہ صرف آگہی حاصل کرے بلکہ اسمیں کمال پیدا کرے تعلیم صرف برائے روزگار نہیں بلکہ عقل و دماغ کو جہالت کے زنگ سے صاف کرنے، باعزت زندگی گزارنے اور عظمت رفتہ کو واپس لانے کے لئے ہو یہ کام ابتدائی مراحل سے شروع کرنا چاہئے۔

۲. تعلیم نسواں :- ہمیں اپنی بہنوں، بیٹیوں کو اسلامی تعلیمات کے دائرہ میں رہتے ہوئے دینی علوم کے ساتھ عصری علوم سے آگاہ کرنا نہایت ضروری ہے۔ انہیں بھی جدید زندگی کی گوناگوں پیچیدگیوں اسکے تقاضوں، اسکی ایجادات کے منافع کی معلومات کی سخت ضرورت ہے۔ مائیں ہی بچوں کی پرورش کرتی ہیں، وہی ان کے ذہن و دماغ ڈھالتی ہیں، ان کی ثقافت ذہنی ارتقاء، مطالعہ کی وسعت، سلیقہ مندی و روشن ضمیری سے بچہ بے پناہ متاثر ہوتا ہے اسلئے انکو علم سے روشناس کرانا از حد ضروری ہے کہ وہ ہی معاشرہ کو صالح افراد عطا کر سکیں گی۔

۳. ہندوستان کے مسلمانوں کو اپنی اقتصادی، سیاسی حیثیت کو بہتر بنانے کے لئے سعی پیہم، جہد مسلسل کی بھی سخت ضرورت ہے۔ ہم شب و روز اپنی علمی عملی، تخلیقی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر اکثریت کو دکھائیں کہ ہم تمدن آفرینی اور خلاق آئین جہانداری کی صلاحیت سے معمور ہیں اور ہم اپنے آباء کی جہاں گیری و جہاں داری کی صفات کے وارث ہیں۔

افسوس کہ ہم نے اسلاف کی علمی میراث کی حفاظت نہ کر سکے

حکومت کا نہیں رونا کہ وہ اک عارضی شی تھی
نہیں دنیا کے آئین مسلم سے کوئی چارہ
مگر وہ علم کے موتی، کتابیں اپنے آباء کی
جو دیکھیں انکو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارہ

عصری تعلیم حاصل کرنے والے بھائیوں سے یہ شکایت ہے کہ وہ ہر کام کی ذمہ داری علماء پر ڈالتے ہیں ان کا تقاضا ہوتا ہے کہ ساری ذمہ داری مدارس عربیہ ہی قبول کرلیں۔ وہی مفتی و قاضی، واعظ و مصنف تیار کریں اور وہی انجینئر، ڈاکٹر سائنس داں، صنعت و حرفت کے ماہر بھی پیدا کریں سوچنے کا یہ انداز صحیح نہیں۔ مدارس اور علماء کے ذمہ دینی رہنمائی و پیشوائی کا کام چھوڑ دیا جائے اور علوم عصریہ و دیگر علوم کی فکر جدید تعلیم یافتہ طبقہ کرے ———— خود کچھ نہ کرکے ساری ذمہ داری علماء پر ڈالنا اور اپنے کو صرف پروفیسری، ڈاکٹری، انجینئری، کلرکی یا کاروباری لائن کے لئے فارغ رکھنا اور ریٹائر ہونے کے بعد دین کا مخلص اور درد مند بنکر علماء پر تنقید اور پھر ان کو مشورے دینا قوم کو کبھی بھی آگے نہیں بڑھا سکتا ہمارا یہ قومی مرض بن گیا ہے کہ خود کچھ کرتے نہیں اور علماء کو ہدف ملامت بناتے ہیں۔

بمبئی میں نفیس اور عمدہ چائے کے تھوک و خردہ فروش

عباس علاء الدین اینڈ کمپنی

Abbas Alauddin & Co.

WHOLESALE AND RETAIL TEA MERCHANTS

44, Haji Building, S. V. Patel Rd
Null Bazar, BOMBAY
Tele Add: CUPKETTLE
Phone 862220 / 898...

اسپشل مکسچر	کپ برانڈ
اسپشل ممری	گولڈن ڈسٹ
ہوٹل مکسچر	فلاور بی، او، پی
سوداگر مکسچر	سوپر ڈسٹ

...ی بلڈنگ، ایس وی
...ل بازار
بمبئی ۳

مطالعہ کی میز پر

محمود الازہار ندوی

فتاوی احیاء العلوم - جلد اول

مرتبہ :- مولانا مفتی جمیل احمد نذیری
شائع کردہ :- شعبہ نشر و اشاعت جامعہ عربیہ احیاء العلوم، مبارکپور، اعظم گڈھ
تعداد :- ایک ہزار صفحات - ۳۵۴
سائز :- ۲۰×۲۶/۸
سنہ اشاعت :- ۱۹۸۴

یہ مجموعہ مولانا مفتی محمد یٰسین رحمہ اللہ کے تحریر کردہ فتاوی پر مشتمل ہے جسے آپ نے احیاء العلوم میں درس اور افتا کے دوران دیئے تھے، آپ علامہ انور شاہ کشمیری اور علامہ شبیر احمد عثمانی کے شاگرد تھے، آپ کا انتقال ۱۴۰۴ھ میں ہوا اس مجموعہ میں ان فتاوی کو شامل کیا گیا ہے جسے آپ نے ۱۳۵۲ سے لے کر ۱۴۰۴ھ کے درمیان دیئے تھے۔

کتاب کا آغاز محدث جلیل مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی دامت برکاتہم کے تاثرات ہوتا ہے، آپ تحریر فرماتے ہیں کہ (مولانا مفتی محمد یٰسین مبارکپوری مرحوم نے) افتاء کی جو شاندار خدمت انجام دی، اس کا اندازہ آپ ان کے فتاوی سے لگا سکتے ہیں اور اس کے بعد مولانا محمد منظور صاحب نعمانی، الحاج نصیر احمد خاں صاحب شیخ الحدیث و نائب مہتمم دار العلوم دیوبند، اور الحاج مفتی نظام الدین صاحب اعظمی، صدر مفتی دار العلوم دیوبند کے تاثرات ہیں۔

فتاوی احیاء العلوم کے آغاز میں جامعہ عربیہ احیاء العلوم کی تاریخ، اس کے اہم اساتذہ اور خود مفتی مولانا الحاج محمد یٰسین صاحب مرحوم کے حالات درج ہیں جو ۵۶ صفحات پر مشتمل ہے، فتاوی ۵۹ صفحات سے شروع ہوتے ہیں اور سب سے پہلے کتاب الایمان والکفر، کتاب الشرک والبدعات، کتاب ما یتعلق بالقرآن والحدیث والآثار، کتاب الاکل والشرب، کتاب الحظر والاباحۃ، اور سب سے آخر میں متفرقات کے تحت مختلف فتاوی درج کئے گئے ہیں۔

مذکورہ ابواب کے تحت عام فہم انداز میں طلب کردہ فتاوی کے جوابات درج ہیں جس میں مرتب نے اپنے قلم سے جا بجا افصوص (جو جوابات میں آگئے ہیں) کا ترجمہ کر دیا ہے جس سے اس کی افادیت میں اضافہ ہو گیا ہے، عام طور پر فتاوی کا تعلق روزمرہ کی زندگی سے ہے کیونکہ یہ مستفتیان کے جوابات پر مشتمل ہے اس لحاظ سے یہ مجموعہ فتاوی، فتاوی نویسی میں ایک مفید اضافہ ہے۔

:- اہل دل کی باتیں :-

یعنی ملفوظات بقیۃ السلف حضرت مولانا محمد احمد صاحب مدظلہ العالی :-

مرتبہ :- مولانا مجیب اللہ ندوی
قیمت :- پندرہ روپے، سائز ۱۸×۲۲
ناشر :- دار التالیف والترجمہ، جامعۃ الرشاد، اعظم گڈھ۔

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اس میں قطب وقت حضرت مولانا محمد احمد صاحب مدظلہ العالی کے ملفوظات ہیں جو مختلف مقامات اور مختلف اوقات میں جمع کئے گئے ہیں اس میں سے اکثر و بیشتر ماہنامہ الفرقان لکھنؤ میں شائع ہو چکے ہیں اور اہل دل میں جگہ پا چکے ہیں، ان ہی کو مولانا مجیب اللہ صاحب ندوی نے اضافہ کے ساتھ شائع کیا ہے جو اہل دل کے لئے ایک نادر تحفہ ہے۔

وعظ کا ایک حصہ یعنی ایک دل کی مختصر داستان اور ملفوظات حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب کراچی پاکستان کے قلم سے ہے دوسرے ملفوظ کے مرتب جناب محمد شریف صاحب ایڈوکیٹ ہے - اس کے علاوہ تمام ملفوظات مرتب کے قلم سے ہیں جو ایک صاحب حال شیخ کی خدمت میں چند دن، اور اخلاق سلف کے عنوان سے ہے اسے انہوں نے مختلف مجلسوں اور مختلف مقامات پر مرتب کیا ہے۔

اس کے علاوہ ان ملفوظات میں سلف صالحین کے عادات و اخلاق سلف سے متعلق بہت مفید حصہ ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ سلف کتاب و سنت کے کس طرح پیرو تھے اور ان کو عالی مقام کس وجہ سے حاصل ہوا،

ان ملفوظات کی اہمیت کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ وہ قطب وقت ہیں، اور اس میں خالص اہل دل کی باتوں کے علاوہ اہل زبان کے لئے ادبی چاشنی بھی ہے، اس لئے اس کتاب کی افادیت دو چند ہو جاتی ہے وہ دل میں تاثیر پیدا کرتی ہے ادب کی چاشنی دیتی ہے اور روح کو معرفت و طریقت کی غذا دیتی ہے اور ان ملفوظات کا یہی مقصد ہے۔

:- اسلام اور بدلتی دنیا :-

ضیاء الحسن فاروقی
تعداد :- ۶۰۰، قیمت - ۲۱ روپے
صفحات :- ۱۲۸، سائز ۱۸×۱۲
سنہ اشاعت :- ۱۹۸۴ء
ذاکر حسین انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، جامعہ ملیہ اسلامیہ جامعہ نگر، نئی دہلی

یہ ان مضامین کا مجموعہ ہے مرتب نے اسلام اور عصر حاضر میں بطور اداریے سپرد قلم کئے اور بقول مرتب یہ مسلمانوں کے عصری مسائل سے متعلق ہیں اور ان اخلاقی، معاشی اور معاشرتی اقدار کے ترجمان ہیں جن کا سرچشمہ اسلامی تعلیمات ہیں، یہ مجموعہ ۱۶ اداریوں پر مشتمل ہے، سب سے پہلا اداریہ مرحوم عابد سے متعلق ہے، اس کے علاوہ اسلامی بیداری کا موضوع عید و افکار، چودھویں صدی، اسلام اور مغرب، اور شریعت اور وقت کے تقاضے ہیں ان ہی میں اسلام اور مستشرقین ایک تاریخی سمینار منعقدہ دار المصنفین اور بین الاقوامی قرآن کانگریس کی رپورٹ، بشکل اداریے ہیں اسلامی فنڈامنٹل ازم، سیکولرزم اور مغرب جیسے عناوین پر مضامین بھی ہیں۔

یہ مجموعہ اس لحاظ سے قابل مطالعہ ہے کہ اس میں ان مسائل کا تذکرہ بشکل اداریہ آگیا ہے، جو اس عہد میں پیش آئے اور اس کا اندازہ اداریوں سے لگایا جا سکتا ہے۔

:- اسلام اور انسانی اعضاء :-

مرتبہ :- حکیم حفیظ اللہ قاسمی
صفحات :- ۸۴، سائز ۲۰×۳۰/۱۶
قیمت :- پانچ روپے
دفتر اشاعت مدرسہ مفتاح العلوم بھیونڈی، تھانہ۔

اس کتابچہ میں مرتب نے قرآنی زندگی یعنی عام مسلمانوں کو کس طرح زندگی گذارنی چاہئے، اور اس کے جسم کے بنیادی اعضاء آنکھ، کان، منہ، زبان، ہاتھ پاؤں، دل و شرمگاہ کا ذکر قرآن و حدیث میں کس طرح آیا ہے، بتلایا ہے اور انسان کو ان اعضاء کی حفاظت کس طرح کرنی چاہئے اور اس کے بعد ان امور کا ذکر کیا گیا ہے جس پر عمل کرکے انسان صحیح مسلمان بنتا ہے جیسے اخلاق حسنہ، توبہ، صبر، شکر، خوف خدا، زہد، توحید، توکل، اللہ کی محبت، اللہ کی رضا، صدق، اور منہیات میں برے اخلاق، زبان کی آفتیں، غصہ، حسد، کینہ، حب دنیا، بخل، حب جاہ، ریا، تکبر، عجب، غرور، جھوٹ کا تعارف کرایا گیا ہے اور اس سے معاشرہ کو کیا خرابیاں پہنچتی ہیں کا ذکر تفصیل سے ہے۔

مرتب کا مقصد افادہ عام اور انسان کو صحیح مسلمان بنانا مقصود ہے مگر جس انداز سے اس کتابچہ کو پیش کیا گیا ہے اس کی افادیت بہت محدود ہو جاتی ہے اور اس کا نام بھی اسلام اور انسانی اعضاء مرتب کی غرض و غایت کی طرف رہنمائی کرنے سے قاصر ہے اس قسم کی کتابیں عام فہم اور سیدھے سادے انداز میں ہونی چاہئے جس سے خاص و عام مستفید ہو سکے۔

ماہنامہ دار العلوم (مسلم پرسنل لا نمبر)

ایڈیٹر :- مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی
دار العلوم دیوبند
صفحات :- ۲۰۰، تقطیع ۲۰×۳۰
قیمت :- بیس روپے

ماہنامہ دار العلوم، دیوبند، مارچ و اپریل ۱۹۸۲ء کا مشترکہ خصوصی شمارہ مسلم پرسنل لا کے مضامین پر مشتمل ہے حرف آغاز بابری مسجد حقائق اور افسانے، ایڈیٹر مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی کے قلم سے ہے جس میں اس مسجد کی تاریخ کو حقائق کے آئینہ میں پیش کیا گیا ہے اور بتلایا گیا ہے کہ ہندو فرقہ پرستوں فیض آباد کی انتظامیہ اور نیز عدلیہ نے کس طرح دھاندلی سے کام لیا اور حقائق و واقعات کے خلاف اقدام کیا، اس کے علاوہ گیارہ مضامین مسلم پرسنل لا سے متعلق ہے سب سے پہلا مضمون مسلم پرسنل لا اور تاریخ کے مختلف مرحلوں میں ہے، اس کے علاوہ مسلم پرسنل لا کیا ہے، مسلم پرسنل لا ماضی و حال کے آئینہ میں، شریعت ایکٹ مسلم پرسنل لا اور اس میں تبدیلی کے مطالبے کے پس پشت اسباب و محرکات، مشترکہ سول کوڈ کا مطالبہ کیوں، غیروں کے ساتھ ہم آہنگی مسلمانوں کے لئے عظیم خطرہ، مسلم پرسنل لا اور اس کے چند گوشے، دفعہ ۱۲۵ سی، آر، پی، سی، اور اسلام کا قانون نفقہ، مسلم پرسنل لا اور موجودہ بیداری سے متاع طلاق اور نفقہ مطلقہ ایک محقق فیصلہ، اور چند نظمیں ہیں اکثر و بیشتر مضامین حالات سے متاثر ہو کر لکھے گئے ہیں، اور شاہ بانو کیس کی وجہ سے جو حجت گیراں پیدا ہو گئی ہیں اور اس فیصلہ کی حمایت میں دشمنوں اور روشن خیالوں کے نظریات اور ہندو فرقہ پرستوں کی مسلم دشمنی کے ساتھ ساتھ پوری تاریخ آگئی ہے کہ کس طرح اسلام دشمن عناصر نے مسلم پرسنل لا کے تشخص کو مجروح کرتے ہوئے اسے مسلم پرسنل لا کہتے آئے ہیں، اور بالآخر اس پر بھی وار کر دیئے اس لحاظ سے اس کا مطالعہ فائدہ سے خالی نہیں۔

تبلیغی نصاب ایک مطالعہ کا جواب قرآن و حدیث کی روشنی میں

مؤلف : الحاج القاری مولانا عبد الکریم مشتاقی
تعداد : ایک ہزار بار اول
قیمت : چودہ روپے
ناشر : انجمن حامیان اہل سنت والجماعت، ...

اس کتاب میں ...ش میرٹھی کی کتاب تبلیغی نصاب کا ایک مطالعہ کا علمی و تحقیقی جائزہ

بقیہ صفحہ

سوال وجواب

محمد طارق ندوی

سوال۔ انجکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں، قضا لازم ہوگی یا کفارہ؟

جواب:۔ انجکشن لگوانے سے چونکہ دوا جوف دماغ اور معدہ میں نہیں پہونچتی اس لئے روزہ نہیں ٹوٹتا، لہٰذا نہ قضا لازم ہوگی نہ کفارہ۔

سوال۔ آنکھ میں سرمہ یا دوا لگانے سے روزہ فاسد ہوجاتا ہے یا نہیں؟

جواب:۔ آنکھ میں سرمہ یا دوا ڈالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ آنکھ میں ڈالی ہوئی دوا اور سرمہ کا رنگ و مزا کبھی حلق اور تھوک میں جو محسوس ہوتا ہے وہ مسامات میں ہوکر پہنچتا ہے اس لئے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

سوال:۔ کیا روزہ دار کسی چیز کا مزہ چکھ سکتا ہے یا اس کو چبا سکتا ہے؟

جواب:۔ کسی چیز کا مزہ چکھنا یا اس کو چبانا مکروہ ہے۔ بشرطیکہ کسی عذر کی وجہ سے نہ ہو، مثلاً کوئی عورت اپنے شوہر کے لئے کھانا پکاتی ہو اور اس کی بدمزاجی سے یہ خوف ہو کہ اگر نمک درست نہیں ہوگا تو وہ خفا ہوگا، تو چکھنا درست ہے، اسی طرح سے کوئی چھوٹا بچہ ہو اور کوئی چیز اس کو کھلانا ہو اور اس کا بدل نہ ہو تو ایسی صورت میں بچہ کو چبا کر دینے کی اجازت ہے بشرطیکہ حلق کے نیچے اس کا اثر نہ جائے۔

سوال:۔ بھول کر کچھ کھا پی لینے سے روزہ فاسد ہوجاتا ہے یا نہیں اور لوگوں کو یاد دلانا چاہیے یا نہیں؟

جواب:۔ کسی شخص کو روزہ کا خیال نہ رہا اس بنا پر اس نے کچھ کھا پی لیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا خواہ فرض روزہ ہو یا نفل ایسی صورت میں اگر اس میں روزہ رکھنے کی قوت ہو تو دیکھنے والوں کو یاد دلانا واجب ہے اور اگر اس میں اتنی قوت نہ ہو تو یاد دلانا ضروری نہیں۔

سوال:۔ کیا غیر مسلم کے مال سے روزہ افطار کرسکتے ہیں؟

جواب:۔ غیر مسلم کے مال سے جبکہ اس نے اپنی خوشی سے دیا ہو یا افطار کی چیز اس سے بقیمت خریدی ہو دونوں صورتوں میں روزہ افطار کرنا جائز ہے۔

سوال:۔ مسافر کے لئے روزہ رکھنا افضل ہے یا نہ رکھنا۔

جواب:۔ مسافر کے لئے روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کی اجازت ہے اگر روزہ رکھنے میں غیر معمولی تکلیف اور شدید ضعف کا اندیشہ ہو یا اور ساتھیوں کو تکلیف و پریشانی ہوتی ہو تو ایسی صورت میں روزہ نہ رکھنا افضل ہے۔ گھر پہنچ کر قضا کرے اور اگر یہ صورت حال نہ ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے۔

سوال:۔ ایک شخص ماہ رمضان میں نماز عشا کے وقت آیا اسے پتہ نہیں کہ امام نماز عشا پڑھ رہا ہے یا تراویح اس نے یہ نیت کی کہ اگر امام نماز عشا پڑھ رہا ہے تو میں نے اس کی اقتدا کی اور اگر تراویح پڑھ رہا ہے تو اقتدا نہیں کی اب اگر امام نماز عشا پڑھ رہا ہے تو اس کی اقتدا درست ہوجائیگی یا نہیں؟

جواب:۔ صورت مسئولہ میں نماز درست نہیں ہوگی۔

لو وجد الامام فی الصلوٰۃ ولم یدر انہ الفریضۃ او التراویح فقال ان کانت العشاء اقتدیت بہ وان کانت التراویح ما اقتدیت بہ لا یصح الاقتداء سواء کان فی العشاء او التراویح (فتاویٰ عالمگیریہ جلد اول ص ۹۲)

سوال:۔ اگر حلق میں دھواں چلا گیا تو روزہ فاسد ہوگیا یا نہیں؟

جواب:۔ حلق کے اندر اگر خود سے دھواں یا گرد وغبار چلا جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوتا البتہ اگر قصداً ایسا کرے گا تو روزہ جاتا رہے گا۔

سوال:۔ روزہ کی حالت میں کان میں تیل ڈالنے کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔ روزہ ٹوٹ جائے گا

س۔ روزہ کی حالت میں سر میں تیل لگانا جائز ہے یا نہیں؟

ج:۔ جائز ہے۔

موت کا خوف

خلیفہ سلیمان بن عبدالملک نے جلیل القدر عالم ابو حازم سے سوال کیا، کیا وجہ ہے کہ ہم موت کو ناپسند کرتے ہیں، آپ نے فرمایا، اس لئے کہ تم نے اپنی آخرت ویران کردی ہے اور اپنی دنیا آباد کردی ہے اس لئے تم آبادی سے ویرانی کی طرف منتقل ہونے ہوئے گھبراتے ہو۔

ہماری دو اہم مطبوعات

ایرانی انقلاب، امام خمینی اور شیعیت

از:۔ مولانا محمد منظور نعمانی

کتاب کا موضوع نام سے ظاہر ہے۔ بلاشبہ مسلمانان عالم کے لئے یہ وقت کا اہم ترین مسئلہ ہے، یہ کتاب وہ آئینہ ہے جس میں خمینی صاحب کی شخصیت ان کے مسلک ان کے عزائم اور ان کے برپا کردہ انقلاب کی حقیقی نوعیت کو ہر شخص اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے جو کچھ لکھا گیا ہے خود خمینی صاحب کی تصانیف اور ان کی مسلم مذہب شیعہ کی مستند کتابوں سے لکھا گیا ہے۔ بفضل خدا کتاب بے حد مقبول ہوئی ہے، ہندستان وپاکستان میں متعدد ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں۔ اب اس کا انگریزی ایڈیشن بھی شائع ہوگیا ہے۔ ۲۹۸ صفحات عکسی طباعت قیمت اردو ایڈیشن ۲۵/=

انگریزی ایڈیشن ۳۰/=

انقلاب ایران اور اس کی اسلامیت

ایک سفر خیال کی سرگذشت

از:۔ مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی

مصنف نے اس کتاب میں انقلاب ایران کی اسلامیت کا جائزہ لیا ہے اور مکمل غیر جانبداری کے ساتھ ان پہلوؤں کا ذکر کیا ہے جن کی وجہ سے بہت سے اسلام پسندوں کو اس کے ساتھ ہمدردی ہوئی اور ان لوگوں کی بھی نشاندہی کی ہے جو سفر ایران کے موقع پر ان کے مشاہدے میں آئے اور جن کے پیش نظر رکھے بغیر انقلاب ایران کی اسلامیت کے بارے میں صحیح رائے قائم نہیں کی جاسکتی ..... عمدہ کاغذ اور عکسی طباعت سے مزین قیمت۔ ۸/=

نوٹ:۔ ایک ساتھ دونوں کتابیں منگانے پر محصول ڈاک فری

ماہ مبارک کے موقع پر آپ کے لئے مفید کتابیں

برکات رمضان

اس کتاب میں ماہ مبارک رمضان اور اس کے اعمال خیر، روزہ، تراویح، اعتکاف، لیلۃ القدر، سحور، افطار، عید الفطر وغیرہ کے متعلق قرآن وحدیث میں وارد شدہ فضائل وبرکات اور ترغیبات وترہیبات کو جمع کیا گیا ہے۔

قیمت ۴/۵۰

معمولات یومیہ

از:۔ عارف باللہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحی رح

اصلاح نفس کے سلسلہ میں روزانہ معمولات کا مختصر مگر جامع نصاب۔

پاکٹ سائز میں۔ قیمت ۱/۵۰

صبح وشام کی ماثورہ دعائیں

مختصر معمولات و وظائف پر مشتمل ماثورہ دعاؤں کا عجیب مجموعہ ہے اوراد فضیلہ کے نام سے معروف ہے۔ قیمت ۲/=

رہنمائے تلاوت

از:۔ سید محمود حسن مرحوم

مقدمہ:۔ مولانا محمد منظور نعمانی

رمضان المبارک میں قرآن مجید نازل ہوا اگر ہم اس ماہ مبارک میں اپنا قرآن صحیح کرلیں تو اس سے بڑی کیا ہوگی۔ کتاب کے تعارف کے لئے ہم مولانا مدظلہ کی ایک عبارت ان کے مقدمہ سے نقل کرتے ہیں۔

میں نے کتاب کا مطالعہ اصلاح کے ارادے سے نہیں بلکہ استفادہ کی نیت سے کیا اور واقعہ یہ ہے کہ اس کے مطالعہ سے مجھے بہت فائدہ ہوا اور تلاوت کے سلسلہ میں اپنی بعض غلطیوں پر مطلع ہوا۔ اس کتاب کی ایک ممتاز خصوصیت یہ ہے کہ اصلاحاً یا حروف والفاظ یا حرکات کی آواز کو سمجھانے کے لئے ہندی اور انگریزی سے بھی کام لیا گیا ہے سب کے لئے یکساں مفید اعلیٰ کتابت معیاری کاغذ اور عکسی طباعت قیمت ۱۲/=

عازمین حج بیت اللہ کے لئے کچھ انمول تحفے

آپ حج کیسے کریں

از:۔ مولانا محمد منظور نعمانی

یہ کتاب نہایت آسان زبان و دلکش انداز میں حج کا طریقہ اور احکام ومناسک بھی بتاتی ہے اور وہ ذوق وشوق بھی پیدا کرتی ہے جو حج وزیارت کی جان ہے قیمت ۱۰/۵۰

آسان حج: از مولانا منظور نعمانی

یہ آسان زبان میں "آپ حج کیسے کریں" کا خلاصہ ہے پاکٹ سائز ہونے کی وجہ سے ایام حج میں ہمہ وقت ساتھ رہ سکتی ہیں نیا ایڈیشن ترمیم واضافہ کے ساتھ قیمت ۳/۵۰ ہندی ایڈیشن ۳/۵۰

دربار نبوت کی حاضری:۔

از:۔ مولانا مناظر احسن گیلانی

سفر نامے یوں تو بہت ہیں لیکن طرز بیان اور یہ عاشقانہ ومستانہ داستان آپ کو ہر جگہ نہیں ملے گی --- قیمت نیا عکسی ایڈیشن ۵/=

جملہ قیمت ۱۹ روپئے بھیج کر تینوں کتابیں رجسٹری سے حاصل کریں۔

ناشر:۔ الفرقان بک ڈپو نظیر آباد (امینا کاؤں مغرب) لکھنؤ

ندوہ کے شب وروز

مدارس عربیہ کی سالانہ میقات ماہ شوال سے شروع ہوکر ماہ شعبان میں ختم ہوجاتی ہے اور شعبان ہی میں سالانہ امتحانات کے بعد عید الفطر کی سالانہ تعطیل ہوجاتی ہے، چنانچہ حسب معمول دار العلوم ندوۃ العلماء کے امتحانات دو شعبان سے شروع ہوکر ۱۲ شعبان کو ختم ہوگئے پھر دو ماہ کے لئے سالانہ تعطیل ہوگئی اور ہند وبیرون ہند دور دراز کے علاقوں سے حصول علم کے لئے آئے ہوئے طلبہ اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوگئے، اس طرح چند دنوں کے لئے دار العلوم کی پر بہار فضا کچھ سنسان سی ہوگئی اور اس کی چہل پہل کی جگہ خاموشی اور اداسی نے لے لی۔

ختم بخاری شریف

چار شعبان کو حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی مدظلہ العالی نے طلبہ فضیلت دوم کو مسجد دار العلوم میں بخاری شریف ختم کرائی جس میں دار العلوم کے اساتذہ کرام اور تمام طلبہ شریک ہوئے، مولانا نے اس موقع سے طلبہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ تم خدا کا شکر ادا کرو کہ اس نے تمہیں اس قابل بنایا کہ تم بخاری شریف پڑھنے کی منزل تک پہنچ سکو، پھر اللہ تعالیٰ نے تمہاری حفاظت فرمائی کہ تم بخاری شریف ختم کرسکو، تم یہ تمنا رکھو کہ حدیث شریف سے اشتغال رکھوگے اور یہ عہد کرو کہ حدیث کی خدمت کرتے رہوگے، اخیر میں حضرت مولانا نے ایک پرسوز وپردرد دعا فرمائی۔

فارغ ہونے والے طلبہ کو الوداعیہ

حسب معمول امسال بھی طلبہ فضیلت اول اور تخصص اول نے فارغ ہونے والے ساتھیوں کو ۸ شعبان کو الوداعیہ دیا، صبح ۱۰ سے ۱ بجے تک الوداعی بزم اور بعد نماز جمعہ ظہرانہ کا پروگرام رکھا گیا، حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی کی زیر صدارت جلسہ ہوا جس میں طلبہ کے علاوہ تمام اساتذہ بھی شریک ہوئے قاری عبد المہیمن نے تلاوت کلام پاک سے جلسہ کا آغاز کیا، محمد اسماعیل نے ایک نظم پیش کی، پھر محمد امتیاز نے اساتذہ کرام اور تمام طلبہ کی جانب سے فارغ ہونے والے طلبہ کے نام ایک منظوم پیغام پیش کیا اس کے بعد اعلیٰ درجات کے طلبہ کے احساسات وجذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے محمد شاہد علی نے مقالہ پیش کیا، پھر فارغ ہونے والے طلبہ میں سے محمد ایوب، عبد الحق، عبد الحکیم، محمد فاروق، اور فرید احمد نے اپنے تاثرات پیش کئے اور مصعب عثمان اور محمد ارشاد نے منظوم تاثرات پیش کئے، وقت کی تنگی کی وجہ سے باقی مقالے نہیں پیش کئے جاسکے، آخر میں حضرت مولانا مدظلہ نے صدارتی تقریر فرمائی جس میں خاص طور سے فارغ ہونے والے طلبہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

آج ہمارے ملک میں نئے نئے محاذ کھلے ہوئے ہیں جن محاذوں سے دین پر حملے ہو رہے ہیں ان نئے محاذوں پر اگر مدارس عربیہ سے فارغ ہونے والے دین کے سپاہیوں نے اپنی وفاداری کا ثبوت نہیں پیش کیا تو دین کا اس ملک میں محفوظ رہنا مشکل ہوجائے گا آپ سب یہ عہد کریں کہ ہم ان محاذوں پر پہرا دیں گے اور دین کی حفاظت کرتے رہیں گے۔

(۱) سب سے بڑا محاذ دینی تعلیم کا اور نئی نسل کو دین سے وابستہ رکھنے کا ہے آپ کے بعد جو نسل آنے والی ہے وہ اپنے دین سے وابستہ ہو اس کا عقیدہ صحیح اور محفوظ ہو اور وہ دین سے واقفیت ومناسبت رکھتی ہو، اس محاذ کے لئے کچھ سرفروش جانباز چاہئے جو اپنے دین پر اپنا سودا کرلیں جن کے متعلق خدا نے فرمایا،

ان اللّٰہ اشتری من المؤمنین

انفسہم بان لہم الجنۃ،

(۲) دوسرا محاذ ہے اصلاح معاشرہ کا، اسلامی شریعت کے اس ملک میں بقا کا۔ اس ملک میں اپنے ملی تشخص کے باقی رکھنے کا اس کے لئے ضرورت ہے ایسے لوگوں کی جو اپنے دین سے اپنے قوانین سے اپنی شریعت سے اچھی طرح واقف ہوں اور پورے عالم اسلام کے سامنے اس کو علمی طور پر بہتر سے بہتر انداز میں پیش کرسکیں، علمی طور پر ان کے اندر واقفیت ہو اور علمی طور پر ان کے اندر عمل پیرا ہونے کا جذبہ ہو۔

(۳) تیسرا محاذ یہ ہے کہ غیر مسلموں کو دین کی افادیت واہمیت سے واقف کرایا جائے، اور ان کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے مطمئن کیا جائے اور اپنے اخلاق وکردار سے ان کے اندر اسلام اور مسلمانوں سے رغبت وانسیت پیدا کی جائے

(۴) چوتھی بات یہ کہ دینی تعلیم کا نظام باقی رہے اور اس میں انحطاط آنے پائے اسلئے کہ دین کے بقا وتحفظ کا مدار دینی تعلیم اور اس کی نشر واشاعت پر ہے اس لئے جہاں کہیں تم جاؤ مدارس عربیہ ومکاتب قائم کرو اور دین کی تعلیم کا رجحان پیدا کرو، پورے ملک میں دینی مدارس ومکاتب کا جال بچھا دو تم یہ عہد کرو کہ دین کی تعلیم دیتے رہوگے اور مدارس عربیہ سے وابستہ رہوگے میں خدا کے بھروسے پر کہتا ہوں کہ تم دینی تعلیم دیتے رہے اور علوم دینیہ کی خدمت میں لگے رہے تو خدا نہیں کبھی بھوکا مرنے نہیں دے گا، خدا کی ذات رزاق ہے وہ رزق دے گا اور بہترین رزق دے گا،

بس تم میں سے ہر فرد یہ عہد کرے کہ ان محاذوں میں سے کسی محاذ پر پہرا دیگا اور دین کی حفاظت وخدمت میں لگا رہیگا ساتھ ہی خدا سے دعا کرو کہ وہ تمہیں دین وعلم دین سے وابستہ رہنے اور دین کی خدمت کرتے رہنے کی توفیق عطا کرے۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

مادر علمی پر الوداعی تاثراتی مقالہ

عبد الحکیم رانچوی

مؤقر صدر جلسہ حضرت مولانا مدظلہ العالی۔ اساتذہ گرامی اور میرے عزیز ساتھیو! سب سے پہلے میں آپ سب کا اور خصوصاً طلبہ فضیلت اول وتخصص اول کا ممنون ومشکور ہوں کہ آپ نے الوداعی بزم منعقد کرکے اس کا موقع دیا کہ ہم اپنے جذبات احساسات اور تاثرات پیش کرسکیں ؎

امیر جمع ہیں احباب درد دل کہہ لے
پھر التفات دل دوستاں رہے نہ رہے

اس عالم آب وگل میں جب میں نے ہوش کی آنکھیں کھولیں تو گاؤں گھر اور گرد وپیش کے ماحول میں لوگوں کو ندوہ اور ناظم ندوہ کا نام لیتے ہوئے سنا، آٹھ سال کی عمر کو پہنچا تو دار العلوم اسلام نگر رانچی نامی علاقہ کی ایک درسگاہ میں برادرم محمد حبیب اللہ صاحب ندوی سابق استاد دار العلوم ندوۃ العلماء نے یہ کہتے ہوئے نام لکھا دیا کہ مکتب پاس کرلوگے تو ندوہ بھیجیں گے، چھ سال میں جب مکتب کی تعلیم سے فارغ ہوا تو عربی کی ابتدائی تعلیم خصوصاً صرف ونحو میں مضبوطی پیدا کرنے کی غرض سے مدرسۃ الاصلاح سرائے میر اعظم گڈھ میں داخل کردیا گیا، وہاں کے اساتذہ نے دوران تعلیم جس الفت، محبت اور لطافت کا سلوک کیا اسے میں کبھی نہیں بھول سکتا، لیکن میرے ذہن ودماغ میں ندوہ اس قدر رچ بس گیا تھا کہ میں کبھی بیتاب ہوکر لکھ بھیجتا مجھے ندوہ لے چلئے، وہ تسلی دیتے اور دلاسے کہ ندوہ تمہارا گھر ہے چلے جانا لیکن ذرا صبر کرو، وہاں کی تعلیم کے دوران اکثر ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا مدظلہ العالی کی کتابیں زیر مطالعہ رہتیں جن میں "پاجا سراغ زندگی، جب ایمان کی بہار آئی، اور نقوش اقبال" خصوصاً قابل ذکر ہیں، تعمیر حیات بڑے شوق سے پڑھا کرتا اور طلبہ کے مضامین دیکھ کر تمنا کیا کرتا کہ کاش میں بھی اس لائق ہوجاتا کہ میرے مضامین بھی تعمیر حیات میں شائع ہوتے، تین سال کی مدت گذری تو برادر مکرم نے میرا داخلہ ندوہ میں کرادیا، توقع تھی کہ ان کی نگرانی ورہنمائی میں مجھے زیادہ لکھنے پڑھنے اور استفادہ کرنے کا موقع ملے گا، لیکن میری بدقسمتی کہ چند مہینوں کے بعد ہی وہ یہاں سے دوسری جگہ منتقل ہوگئے، لیکن اساتذہ کرام کی شفقتوں، محبتوں اور مہربانیوں نے کبھی تنہائی کا احساس نہیں ہونے دیا، معلوم ہوا کہ ہم تنہا نہیں، بہت سے روحانی باپ ہمارے سرپرست ہیں،

معزز سامعین! چھ سال کی طویل مدت اس احاطہ دار العلوم میں گذارنے کے بعد آج ہم مادر علمی کو خیرباد کہہ رہے ہیں تو درد وغم اور مسرت وفرحت کے مجمع البحرین میں کھڑے ہیں،

آج ایک طرف درد ہے غم ہے حسرت ہے قلق ہے اس بات پر کہ ہم جسمانی طور سے ہمیشہ کے لئے مادر علمی سے جدا ہونے والے ہیں تو دوسری طرف مسرت ہے فرحت ہے خوشی ہے شادمانی ہے اس بات کی کہ جس مقصد کے لئے ہمارے والدین نے اپنے سینے پر پتھر رکھ کر ہم کو جدا کیا تھا اور اپنی کمائی ہم پر صرف کی، مادر علمی نے سارے وسائل وذرائع مہیا کئے اور اساتذہ کرام نے شب وروز قربان کئے، آج ہم اس مقصد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے میدان عمل میں قدم رکھنے والے ہیں۔

حضرات! دوران تعلیم ندوۃ العلماء کی علمی فضا پرسکون ماحول اور ادبی سرگرمیاں ہمیں علمی وادبی ہیرے اور جواہرات سے جیب ودامن بھر لینے کا پیغام دے رہی تھیں، اور اساتذہ کرام کی عنایتیں و پرخلوص تربیت وتعلیم اور فکری افق کو وسیع کرنے کا جذبہ پدرانہ پکار پکار کر کہہ رہا تھا ؎

کھیتوں میں دے لو پانی کہ بہہ رہی ہے گنگا
کچھ کرلو اے جوانو! اٹھتی جوانیاں ہیں

ایک طرف البعث، الرائد اور تعمیر حیات جام وساغر کا دور چلا رہے تھے دوسری طرف شبلی لائبریری آواز دے رہی تھی ؎

یہ بزم مے ہے یاں کوتاہ دستی میں ہے محرومی
جو بڑھ کر خود اٹھا لے ہاتھ میں مینا اسی کا ہے

ایک طرف جمعیۃ الاصلاح اور النادی العربی کی بزم آرائیاں اپنے اندر معلومات کی فراوانی مطالعہ میں گہرائی فکر میں جدت طرازی اور قلم میں روانی پیدا کرلینے کی دعوت دے رہی تھیں تو دوسری طرف اساتذہ کرام کی انفرادی نشستیں اپنے اندر علامہ شبلی رح کا اسلوب بیان، علامہ سید سلیمان ندوی رح کی طرز تحقیق اور حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی کا جوش واخلاص پیدا کرنے کا پیغام دے رہی تھیں، پھر ان سب پر مستزاد مفکر دوراں میر کارواں حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی مدظلہ کی عصرانہ وعشائیہ پرنور مجلسیں شراب دو آتشہ کی حیثیت رکھتی تھیں اور زبان حال سے کہہ رہی تھیں ؎

اپنے من میں ڈوب کر پاجا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

اگر چھ سال کی طویل مدت میں ندوہ نے کچھ خوبیاں پیدا ہوئیں تو وہ انہیں بزرگ درد مند کا عطیہ ہیں لیکن اگر تہی دست وتہی دامن ہے بس وبے مایہ رہا تو اپنی کوتاہ دستی، بدذوقی، آرام طلبی اور ناقدرشناسی کا نتیجہ ہے،

میرے بھائیو! میں نے دارالعلوم کے اندر خدا کی عطا کردہ ان نعمتہائے بے بہا کی قدر نہیں کی اور آج حسرت وندامت کے آنسو بہا رہا ہوں، کہیں ایسا نہ ہو کہ کل آپ کو بھی کف افسوس ملنا پڑے، من نہ کردم شما حذر بکنید۔

ان معروضات کے بعد میں دارالعلوم کے تمام اساتذہ تمام طلبہ تمام اسٹاف اور تمام ملازمین سے بھی عاجزانہ اور مؤدبانہ التماس کرتا ہوں کہ میری ان تمام گستاخیوں، خطاؤں اور زیادتیوں کو تہہ دل سے معاف کردیں جو درمیان تعلیم مجھ سے سرزد ہوئی ہوں گی، میں انسان ہی ہوں، انسان سے کوتاہیاں لغزشیں اور فروگذاشتیں ہوتی ہیں، میں ہر ایک سے فرداً فرداً دست بستہ عفو ودرگذر کی درخواست کرتا ہوں، ساتھ ہی دعا کرتا ہوں کہ خدایا تو ہمیں دارالعلوم کے اغراض ومقاصد کو بروئے کار لانے اور بانیان ندوہ کے حسین خوابوں اور اپنے والدین کی نیک تمناؤں کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما، ہمیں علم دین کی دولت سے مالا مال فرما اور جو کچھ ہم نے علم حاصل کیا اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے آج جب کہ مذہب اسلام پر طرح طرح کے حملے ہو رہے ہیں تو ہمیں اسلام اور پیغمبر اسلام کی طرف سے کامیاب دفاع کرنے کی قوت وصلاحیت عطا فرما، ہمیں اپنے دین کے ادنی خادم اور اپنے نبی کے ادنی غلام کی حیثیت سے قبول فرما، آمین، اس طویل خامہ فرسائی پر معذرت کے ساتھ آپ سے رخصت کی اجازت چاہوں گا۔ ؎

در و دیوار پہ حسرت سے نظر کرتے ہیں
خوش رہو اہل چمن ہم تو سفر کرتے ہیں

فارغ ہونے والے طالب علم محمد ارشاد ندا خیالی کے الوداعی تأثرات کے چند شعر ؎

جہاں کی خاک سے چمکے تھے اس جہاں سے چلے
جگر کو تھامے ہوئے اپنے گلستاں سے چلے
ستارے ٹوٹ کے آج اپنے آسماں سے چلے
بچھڑ کے ہائے ہم اپنے ہی کارواں سے چلے

کسے خبر ہے کہ قلب ندا پہ کیا گذری!
چمن میں بلبل رنگیں نوا پہ کیا گذری؟

ترے جہاں کا ہر لمحہ یاد آئے گا۔
تمام عمر ترا نقشہ یاد آئے گا
چمن سے جا کے ہر اک گوشہ یاد آئے گا
تری زمیں کا ہر ذرہ یاد آئے گا

یہ شفقتوں بھری آغوش یاد آئے گی
ہمیشہ خون کے آنسو ہمیں رلائے گی

الٰہی گلشن ندوہ سدا بہار رہے
ہمیشہ مرکز الطاف کردگار رہے
زمیں کا عشق رہے آسماں کا پیار رہے
جہاں تو تیرے احسان کے زیر بار رہے

ہر ایک دل میری جانب سے صاف ہو جائے
ہر ایک قصور ندا کا معاف ہو جائے

حکیم، و صابر و محمود، عبد حق فرحاں
نفیس و بادی و فاروق، اشہد و سلطاں
عمر، ریاض و جمیل، و منور و عثماں
ہوا ہے جن کی رفاقت میں یہ سفر آساں

صہیب و عبدالرزاق مزمل و ایوب
وہ جن کی یاد کرائے گی گریۂ یعقوب

شعیب و نجم، یہ سہراب، صابر و شبیر
ہمارے دل کے یہ خورشید صاحب تکفیر
تھا لمحہ لمحہ رفاقت کا کس قدر دلگیر
ہے طاق دل میں معلق ہر ایک کی تصویر

دم وداع مجھے بخش دیں براہ کرم
کرم تمہارا اب لوح دل پہ ہوگا رقم

جمیل و عارف و ارشاد زمزم و ابرار
صباح و فخر و حفیظ و فرید اور مختار
یہ گلستاں ہو نگیری کے آنشیں شاہکار
خدا ہی جانے کہاں پھر نصیب ہو دیدار

نگاہ قلب ہے جن کی محبتوں کی شہید
تھی جن کی دید میں پنہاں ہمیں مسرت عید

شراب علم کے مستوں کی انجمن تو ہے
جہاں میں پھیلی ہے جس کی وہ چمن تو ہے
نجوم علم وادب کا حسین گگن تو ہے
علیؓ کے سائے میں شاداب اک چمن تو ہے

نثار میں ترے دریائے فیض پر کہ جہاں
خلوص بیار محبت نظر نظر سے عیاں

چلے ہیں آج گلستاں سے سر جھکائے ہوئے
کلی کلی کو نظر میں تیری بسائے ہوئے
دلوں میں مشعل عزم ویقیں جلائے ہوئے
وفا کا ہاتھ میں اپنے علم اٹھائے ہوئے

اساتذہ و رفیقوں کے نام کہتی ہے
جبین شوق و عقیدت سلام کہتی ہے

فارغ ہونے والے طالب علم مصعب قریشی نے بھی ایک طویل نظم کہی اور اپنے ساتھیوں کو پیغام عمل دیا، دو شعر درج ذیل ہیں ؎

یاد سب کو آرہی ہیں اپنے گھر کی رونقیں
آج کی محفل یہاں ہے آخری محفل یہاں
آیئے ناشاد لے لیں ساتھیوں سے الوداع
کیا خبر یہ کل کہاں کیا خبر کل ہم کہاں

مجلس دعوۃ الحق کی قابل مطالعہ پیشکش

کلام صوفی حضرت صوفی سید عبدالرب صاحبؒ کی شخصیت علمی، دینی اور ادبی حلقہ میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ موصوف سلسلۂ تھانوی سے منسلک ایک مثالی مرد مومن، اسلام کے وفادار مجاہد اور لا یخافون فی اللہ لومۃ لائم کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ واہب حقیقی نے آپ کو کمال شاعری اور ذوق سخن سے بھی بھرپور نوازا تھا۔ حضرت صوفی صاحبؒ نے کلام کی ہر صنف محمود پر طبع آزمائی فرمائی ہے مگر حرارت ایمانی، جذبۂ اصلاح اور للہیت آپکے کلام کی وہ روح ہے جو پڑھنے اور سننے والے کے قلب کو متاثر کئے بغیر نہیں رہتی صوفی صاحب کا یہ ایمانی اور ادبی ذخیرہ یوں تو سیکڑوں صفحات میں پھیلا ہوا ہے مگر اس کا ایک انتخاب "کلام صوفی" کے نام سے شائع کیا گیا ہے۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی دامت برکاتہم اور حضرت مولانا محمد منظور نعمانی دامت برکاتہم اور حضرت شاہ محمد ابراہیم صاحب ایم اے مدظلہم العالی کے قیمتی اور معلومات افزا مقدمات نے کتاب کی افادیت کو دوچند کردیا ہے۔ $\frac{20 \times 27}{16}$ سائز کے پانچ سو سے زائد صفحات۔ کتابت، طباعت، کاغذ، جلد ہر چیز معیاری۔ ۔ قیمت چالیس روپے 45/-

اہم سفر اس کتاب میں قرآن وحدیث اور بزرگوں کے کلام سے ایسے موثر مضامین اور عبرت آموز حکایات واشعار جمع کردیئے گئے ہیں جن سے سفر آخرت کی تیاری کی فکر پیدا ہو۔ ساتھ ہی بیماری کے مسائل، تلقین کلمہ، غسل میت، کفن دفن، نماز جنازہ اور ایصال ثواب کا مسنون طریقہ نیز وصیت ومیراث کے اہم مسائل بھی شامل کردیئے گئے ہیں جنکی طرف عوام بلکہ خواص کو بھی کم ہی توجہ ہوتی ہے، خوبصورت ٹائیٹل کے ساتھ۔ قیمت پانچ روپے 5/-

تحریک ایمان دینی دعوت اور تبلیغی جد وجہد کے بارے میں حضرت صوفی سید عبدالرب صاحبؒ نے ایک غیر معمولی طویل ترین نظم کہی تھی جسمیں دنیا کے عام شر وفساد اور خاصکر مسلمانوں کی دینی بربادی پر خون کے آنسو بہائے ہیں اور امت کے اہل درد کو توجہ دلائی ہے کہ بے طلب عوام مسلمین کی خبرگیری اور اللہ ورسول اور دین سے ان کا تعلق جوڑنے کیلئے تبلیغی جماعتوں کے طرز پر عمومی دینی دعوت اور اصلاحی جد وجہد کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے صوفی صاحبؒ نے یہ سارے مضامین بڑے موثر اور پر درد انداز میں ادا کئے ہیں ساتھ ہی ساتھ تبلیغی کام کے اصول آداب اور اسپر خداوندی نصرت کے وعدوں کا بیان اور اس سلسلے کے دوسرے مضامین ہیں۔ کتاب کے شروع میں حضرت مولانا محمد منظور نعمانی دامت برکاتہم کا مفصل ومبسوط پیش لفظ بھی ہے۔ خوبصورت ٹائیٹل کے ساتھ۔ قیمت تین روپے 3/-

نبائی نصاب یعنی ماثورہ دعائیں اور اسلامی آداب اس کتاب میں روزمرہ کی مسنون دعائیں، کلمے اور نماز پنجگانہ، نماز جنازہ وغیرہ کی دعائیں ترجمہ کے ساتھ نیز کھانے پینے، سونے جاگنے، کپڑا پہننے، مجلس میں بیٹھنے، بڑوں سے ملنے مسجد میں جانے سلام ومصافحہ چھینک جمائی، استنجاء وغیرہ کے اسلامی آداب نیز پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کا مختصر آئینہ اور آپ کے خاص گھر والوں کے نام وغیرہ نہایت ضروری باتیں جمع کردی گئی ہیں۔ ساتھ ہی ایمانی جذبہ کو ابھارنے والی نظمیں بھی شامل کردی گئی ہیں۔ الغرض یہ کتاب ہر مسلمان گھر کیلئے ضروری چیز اور ایمانی تحفہ ہے۔ مکاتیب اسلامیہ کے نصاب میں داخل کرنے کے لائق کتاب۔ دیدہ زیب ٹائیٹل کے ساتھ۔ قیمت پانچ روپے 5/-

تذکرہ حضرت مصلح الامتؒ مجلد حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب قدس سرہ کی سوانح حیات قیمت تیس روپے 30/-

نقشۂ دینی نصاب اگر بچوں کو ابتدائی قاعدہ ہی سے مدرسین کرام حروف کے مخارج اور میم ونون کے اخفاء واظہار، غنہ اور لام وراء کے پر وباریک پڑھنے کے قواعد کا خیال رکھتے ہوئے پڑھائیں تو بچے ابتداء ہی سے قاری ہو جائیں، چنانچہ اس سلسلہ کے ضروری قواعد آسان عبارت میں اختصار کے ساتھ اس نقشہ میں لکھ دیئے گئے ہیں، نیز سرکاری اسکولوں میں جانے والے بچوں کیلئے کم وقت میں پڑھایا جانیوالا دینی نصاب اور تعلیم وتربیت کے بارے میں کچھ مفید ہدایات بھی شامل کردی گئی ہیں۔ الغرض یہ نقشہ مکاتیب اسلامیہ کے مدرسین کرام کی خدمت میں ایک بیش قیمت تحفہ ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ 1/-

آسان روزی اور رد بلا روزی میں آسانی وبرکت اور دشمنوں وبلاؤں ومصیبتوں سے حفاظت کیلئے محترم صوفی عبدالرحمن صاحب دامت برکاتہم (خلیفہ مجاز حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب دامت برکاتہم) نے چھوٹے چھوٹے چند رسائل تالیف فرمائے ہیں جن میں قرآن وحدیث اور بزرگان دین کے اقوال سے اس سلسلہ کی دعاؤں اور معمولات کو جمع فرمادیا ہے۔ ۱- آسان رزق اردو قیمت 3/50
۲- آسان رزق گجراتی قیمت 3/00، آسانی دنیا قیمت 2/-، ۴- راہ امن ایک روپیہ 1/-

گجراتی دینی نصاب دینی مضامین کے ساتھ گجراتی زبان سکھانے والی کتابیں مجلس ہذا کیطرف سے بڑے اہتمام سے شائع کی گئی ہیں، جو گجراتی مسلمانوں کیلئے شرک وکفر کے مضامین سے بھرے ہوئے اسکولی کورس کا نعم البدل ہے۔ اس سلسلہ کی تین کتابیں شائع ہوچکی ہیں۔
۱- گجراتی تختی، قیمت۔ ایک روپیہ ۲- ایمان بال پوتھی۔ قیمت تین روپے 3/-
۳- اسلامی پہلی چوپڑی۔ قیمت پانچ روپے 5/- ۴- اقرا واچن مالا۔ قیمت 5/-

نوٹ: تاجر حضرات کیلئے ادارہ کی تمام کتابوں پر خصوصی رعایت دی جائیگی

ملنے کے پتے: محمد یونس صدیقی خادم مدرسہ دعوۃ الحق کدی۔ اتر گجرات
الفرقان بکڈپو ۳۱ نیا گاؤں مغربی نظیر آباد لکھنؤ ۲۲۶۰۱۸

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

دارالعلوم ندوۃ العلماء محتاج تعارف نہیں ہے، اس کے قیام کو بفضلہ تعالیٰ ترانوے سال ہو گئے ہیں، خدا کا شکر ہے کہ اس اثنا میں اس نے گراں قدر علمی اور دینی خدمات انجام دی ہیں، عرصۂ دراز سے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کی توجہ اور سرپرستی حاصل ہے جن کے دور نظامت میں وہ ایک عظیم اسلامی مرکز بن گیا ہے اسلامی تعلیمات کی نشر واشاعت اور دینی زندگی کے لئے اس کے طلبہ اساتذہ اور کارکنان حسب توفیق کوشاں ہیں۔

اس وقت دارالعلوم ندوۃ العلماء میں ہندوستان کے مختلف علاقوں کے علاوہ ملیشیا تھائی لینڈ، جنوبی افریقہ، ترینداد، یوگنڈا اور دوسرے ممالک کے طلبا بھی زیر تعلیم ہیں مختلف ملکوں سے برابر داخلے کی درخواستیں آتی رہتی ہیں، اللہ کے فضل سے عرب ممالک میں دارالعلوم کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور وہاں کے طلباء میں اسکی تعلیم وتربیت سے استفادہ کی کوشش روز افزوں ہے، ان اسباب کی بنا پر داخلوں کی تعداد میں ہر سال غیر معمولی اضافہ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے نئی اقامت گاہوں کی ضرورت پیش آرہی ہے اس کے علاوہ دارالعلوم کے مختلف شعبوں مثلاً دفاتر، اور مزید رہائشی سہولت کے لئے علیحدہ مستقل عمارتیں درکار ہیں۔

رواق ثعالبی کے مشرقی بازو کی تکمیل کے باوجود طلبہ کی بڑھتی ہوئی تعداد کی وجہ سے ان کے قیام کے نظم میں دشواری سامنے آتی رہتی ہے خاص طور سے بیرونی طلبہ کے قیام کا کوئی مستقل نظم نہیں ہے، سرپرستوں کے قیام کی سہولت بھی موجودہ اقامت گاہوں کی تنگی کی وجہ سے ممکن نہیں ہوسکی ہے، اس لئے مزید اقامت گاہوں کی تعمیر کی ضرورت باقی ہے

حضرات اساتذۂ کرام کے لئے متعدد رہائشی مکانات کی تعمیر کے باوجود ضرورت باقی ہے اس کو دیکھتے ہوئے مزید رہائشی مکانات تعمیر کرنا ہوں گے۔

دار تحفیظ القرآن الکریم

دارالعلوم ندوۃ العلماء نے جب دارالعلوم میں شعبۂ حفظ کا افتتاح کیا تھا، اسی وقت یہ ارادہ بھی کرلیا تھا کہ اس شعبہ کے لئے علیحدہ عمارت ہوگی جس میں تعلیم کے ساتھ رہائش گاہ کا بھی نظم ہوگا، اس عمارت کا بھی نقشہ منظور ہوگیا ہے چار سال قبل شیخ الجامعہ مدینہ منورہ کے ہاتھوں سنگ بنیاد رکھ دیا گیا تھا جس کی تعمیر کا آغاز ہوگیا ہے اور جس کے ایک کمرہ کی تعمیر پر تقریباً ۱۵ ہزار کی لاگت آئے گی اپنے یا اپنے مرحوم اعزاء کی جانب سے ایک کمرہ کی تعمیر میں حصہ لینا انشاء اللہ صدقۂ جاریہ ہوگا۔

توسیع مسجد دارالعلوم

دارالعلوم ندوۃ العلماء کی خوبصورت وعالیشان مسجد ابھی چند سال قبل توسیع کے مراحل سے گذر چکی ہے لیکن اب پھر طلبہ کی تعداد نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے تنگی شروع ہوگئی تھی اس لئے محراب کی سمت مزید توسیع کا آغاز کیا گیا تھا جس کا ایک حصہ بحمد اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہوچکا ہے ضرورت کی وجہ سے دوسری منزل کی تعمیر زیر غور ہے۔

دار العافیۃ (اسپتال)

طلبہ واساتذہ کی سہولت اور اسپتالوں کی بھیڑ بھاڑ اور بے توجہی کو دیکھتے ہوئے ایک اسپتال کی تعمیر کا فیصلہ کیا گیا تھا جس کی پہلی منزل تعمیر ہوچکی ہے جس میں دو بڑے ہال کے علاوہ ڈاکٹر کا کمرہ، دواخانہ، دواسازی کا کمرہ، اسٹور روم، ڈریسنگ روم وغیرہ ہیں۔ تین ڈاکٹروں کی جز وقتی خدمات حاصل ہیں اسپتال کی دوسری منزل زیر تعمیر ہے۔

پریس اور دفاتر کی عمارت

پریس اور مختلف دفاتر کے لئے علیحدہ ایک عمارت بھی عرصے سے زیر تجویز رہی ہے، تاکہ دارالعلوم کی عمارت صرف تعلیمی اغراض ہی میں استعمال ہو، سارے درجات اسی میں رہیں، جگہ کی تنگی کی وجہ سے جو انتشار کبھی کبھی ہو جاتا ہے وہ ختم ہو جائے چنانچہ اس عمارت کا نقشہ بھی منظور ہو گیا ہے، اور اس عمارت کی تعمیر بھی ہونا ہے۔

معہد دارالعلوم

دارالعلوم اور خاص طور پر معہد دارالعلوم میں باوجود وسعت کے تنگی محسوس ہونے لگی ہے امسال کثیر طلبہ کو واپس کیا گیا ہے، اسی طرح دارالعلوم میں بھی جہت سے داخلے

محض انھیں مجبوریوں کی بنا پر نہیں رکھے جاسکے، بصورت حال ندوۃ العلماء دارالعلوم کے لئے باعث فکر ہے اور محض جگہ کی تنگی کی وجہ سے شائقین علم دین کو واپس کرنا، زیر تعلیم طلبہ کی بڑھتی ہوئی دشواریاں اور ضرورتیں ان کی فکر رہتی ہے جس میں مزید اضافہ کا باعث ہیں علاوہ ازیں عمارتوں اور ضروری تعلیمی سامان کی کمی کی وجہ سے بہت سے مفید علمی ودینی منصوبے بھی تشنۂ تکمیل رہتے ہیں۔

جدید اعداد وشمار

جملہ ابتدائی، ثانوی ودراسات علیا اور حفظ کی مکاتب میں زیر تعلیم طلبہ کی مجموعی تعداد ۲۱۹ ہے

ان گذارشات کے بعد آپ سے ہماری درخواست ہے کہ وقت کی اس اہم ضرورت اور دارالعلوم کی افادیت کو سمجھتے ہوئے پوری فراخدلی اور ہمت سے کام لے کر ان تمام کاموں میں بھرپور تعاون فرمائیں کہ ہندوستان میں علوم دینیہ کے مراکز کی حفاظت کی اس سے بہتر کوئی سبیل اور اس سے زیادہ پائیدار کوئی صدقہ جاریہ نہیں، آپ میں سے جو لوگ ندوۃ العلماء کے پچاسی سالہ جشن تعلیمی میں شریک تھے ان کو یاد ہوگا کہ اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ نے غیر ملکی عرب مہمانوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا

"یہ سونے کی چڑیاں سب اڑ جائیں گی ہم اور آپ یہاں رہیں گے، آپ یہ سمجھئے کہ اب آپ کو چھٹی مل گئی، ہم آپ کو چھوڑنے والے نہیں، ہماری خیر آپ کے گھروں پر جائیں گے۔ آپ کے چار آنے آٹھ آنے ہم کو جو دیں گے وہ اس دولت کا بڑا حصہ ہوگا جو خدا نے ان کو دی ہے اور جو آپ دیں گے وہ آپ کے گاڑھے پسینے کی کمائی ہوگی۔"

خدا کا شکر ہے کہ ہم ان بیش قیمت اصولوں کو سینے سے لگائے ہوئے ہیں، ہمارے نزدیک مالیات، بجٹ اور عظیم الشان عمارتوں سے زیادہ وہ مقصد عزیز ہے جس کے لئے یہ دارالعلوم قائم کیا گیا ہے یعنی جدید زمانہ میں اسلام کو موثر اور صحیح ترجمانی، دین ودنیا کی جامعیت اور علم وروحانیت کے اجتماع کی کوشش، فتنۂ لادینیت اور دینی ارتداد کا مقابلہ، اسلام پر اعتماد اور علوم اسلامیہ کی برتری وامتیاز کا اعلان، دین حق سے وفاداری اور شریعت پر استقامت، مسلک کی اس قدر تشریح اور وضاحت کے بعد ہمیں اب مزید کچھ کہنے کی حاجت نہیں۔

ہندوستان کے مسلمانوں سے خواہ وہ اس صوبے میں ہوں یا ملک کے کسی بھی علاقے کے ہوں ہماری مکرر درخواست ہے کہ وہ اس کام کی اہمیت کو سمجھیں اور اس کو اپنا ہی کام سمجھیں، ہمیں یقین ہے اور اللہ کی ذات پر پورا بھروسہ ہے کہ انشاء اللہ مولانا مدظلہ کی بیش قیمت وبابرکت رہنمائی ونظامت میں اگر احباب ومخلصین نے پوری دلچسپی لی تو ہمارا یہ پیغام حسب منشا ملک کے گوشہ گوشہ بلکہ عالم اسلام کے کونے کونے میں پہنچے گا۔

وما ذلک علی اللہ بعزیز

(مولانا) معین اللہ ندوی
(نائب ناظم ندوۃ العلماء)

(مولانا) محب اللہ لاری ندوی
(مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء)

(جناب) ہدایت حسین
(مہتمم مال ندوۃ العلماء)

نوٹ: چیک، ڈرافٹ، منی آرڈر مندرجہ ذیل پتہ پر روانہ فرمائیں، ہر طرح رقم جس مد کی ہو اس کی صراحت ضروری ہے۔ چیک یا ڈرافٹ پر صرف یہ لکھئے:۔
ناظم ندوۃ العلماء، پوسٹ بکس ۹۳، ندوہ لکھنؤ ۷
NAZIM NADWAT-UL-ULAMA
P. O. Box. No. 93. NADWA LUCKNOW-7